ازواجِ مطہراتؓ کے دلچسپ واقعاتؓ

سیرت اور تاریخ سے چنے ہوئے ازواجِ مطہراتؓ
کے انتہائی سبق آموز اور دلچسپ واقعات

محمد خرم یوسف

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

ازواج مطہراتؓ

کے

دلچسپ واقعات

سیرت اور تاریخ سے چنے ہوئے ازواجِ مطہرات
کے انتہائی سبق آموز اور دلچسپ واقعات

مرتب

مولانا محمد خرم یوسف

(فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور فون: ۷۳۵۲۴۸۳

نام کتاب: ازواج مطہرات کے دلچسپ واقعات

مرتب: مولانا محمد خرم یوسف (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

تخریج: مولانا محمد یوسف خان صاحب (استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

باہتمام: محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی لاہور
فون ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار کراچی
دار الاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر۱
بیت الکتب = گلشن اقبال کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ دار العلوم = جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
ادارۃ القرآن = اردو بازار کراچی
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

امہات المومنین ازواجِ مطہرات کی سیرت و تاریخ اور حالات پر مبنی کتابیں الحمد للہ شروع ہی سے زیورِ طبع سے آراستہ ہوتی رہی ہیں۔ اور امت مسلمہ ان کے اقوال و افعال کو مشعلِ راہ بنا کر ان سے مستفید ہوتی رہی ہے۔ خواتین کی دینی ضرورت کو دیکھتے ہوئے احقر کی کافی عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ ان امتِ مسلمہ کی ماؤں کا تذکرہ حالات و سیرت کی طرح واقعات کی صورت میں بھی ہمارے سامنے آ جائے تاکہ ان واقعات سے سبق لیکر ان کی روشنی میں ہم اپنے اعمال کو درست کر سکیں۔

یہ سوچ کر راقم الحروف نے کچھ عرصہ قبل یہ کام شروع کیا اور تھوڑا تھوڑا مواد جمع ہوتا رہا۔ اسی دوران عزیزم برادرِ خرم یوسف سلمہ نے اس دینی خدمت کی خواہش ظاہر کی۔ احقر نے اس کی تشدید کر کے چند چیزوں کی طرف توجہ دلائی الحمد للہ انھوں نے بڑی حسن اسلوبی اور جانفشانی سے امہات المومنین کے ان واقعات کو مستند حوالوں کے ساتھ مرتب کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور انھیں مزید دینی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ ان واقعات سے سبق لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

محتاجِ دعاء

محمد ناظم اشرف

خادم طلباء جامعہ اشرفیہ لاہور

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

امّا بعد!

ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن اجمعین کے حالات زندگی، سیرت طیبہ کا مستقل موضوع ہیں۔ کئی کتب مستقل طور پر ازواج مطہرات کے حالات پر بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن عزیزم حافظ محمد یوسف سلمہ نے زمانہ طالب علمی میں ماشاءاللہ ایک خاص انداز سے امہات المومنین کے نقوش زندگی کو ترتیب دیا کہ پہلے ہر زوجہ مطہرہ کا سوانحی خاکہ ترتیب دیا جس سے ان کی زندگی کے تاریخی پہلو مختصراً سامنے آجاتے ہیں، پھر ان زوجہ مطہرہ ام المومنین کی زندگی کے واقعات کو مختلف عنوانات سے آراستہ کر کے اس انداز میں ذکر کیا کہ ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ بن جائے۔

لہٰذا واقعی یہ کتاب ازواج مطہرات کی سیرت کو نئے طرز کے انداز میں پیش کر کے ان کے نقش قدم پر زندگی گزارنے کی ترغیب دینے کی عمدہ کاوش ہے۔

اللہ رب العزت مؤلف کی کوشش اور محنت کو قبول فرمائیں۔

احقر محمد یوسف عفی عنہ

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۵ رمضان ۱۴۲۲ھ

۲۰ نومبر ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد.

اس کتاب میں سید الکونین ﷺ کی پاک بیبیوں کے حالات وواقعات کو عنوان وار جمع کر کے ایک نئے انداز میں پیش خدمت کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اور مسلمان بچیاں اپنی زندگی گزارنے میں ان مطہر خواتین کی زندگی کو نمونہ بنائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زوجیت کے لئے چنا تھا، اور جنہوں نے نبوت کے گھرانے میں رہ کر اپنی زندگی دین سیکھنے سکھانے اور اللہ سے حقیقی لو لگانے اور اپنے دلوں میں آخرت کی فکر جمانے کے لئے وقف کر دی تھی۔

جب راقم الحروف نے تحریری شکل میں دینی خدمت انجام دینے کے بارے میں اپنے استاذ محترم مولانا محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہ کے سامنے بات رکھی تو انہوں نے خواتین کی دینی ضرورت کو دیکھتے ہوئے، انتہائی شفقت کا اظہار کرتے ہوئے موضوع کی نشاندہی کر دی۔ کیونکہ جتنا مردوں کے خواتین کیلئے تحریری مواد آرہا ہے ابھی تو بہت کم ہے حالانکہ امت مسلمہ کا معتد بہ حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا اور متعلقہ مواد فراہم کیا اور قدم قدم پر اپنی معلومات افزا گفتگو سے رہنمائی فرماتے رہے۔ جس بناء پر اگر یہ کہا جائے کہ شروع سے آخر تک میری حیثیت ایک کاتب سے زیادہ کی نہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور امت کیلئے زیادہ سے زیادہ نافع بنائیں۔ آمین اور قارئین سے درخواست ہے کہ راقم کو اور راقم کے والدین اور اساتذہ اور ناشر کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔

خرم یوسف

متعلم جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء

فہرست

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

امّ المؤمنین
حضرت خدیجہؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع عرف/لقب:

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور لقب طاہرہ ہے۔

والدہ کا نام:

فاطمہ بنت زائدہ۔

والد کا نام اور خاندان:

خویلد، قریش از اولاد قصی۔

حضور ﷺ سے پہلے کتنے نکاح ہوئے؟:

دو نکاح ہوئے۔ (١) عتیق بن عائذ مخزومی۔ جو لاولد مرے۔ (٢) ابوہالہ ہند بن نباش جن کے اولاد ہوئی۔

حضور ﷺ سے کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

حضور ﷺ کی عمر ٢٥ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ٤٠ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۲۵ برس یا ۲۴ برس چھ ماہ۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مکہ مکرمہ میں جب کہ حضور ﷺ کی عمر ۵۰ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۶۵ سال تھی۔ (تاریخ اسلام ص ۴۰)

سیدہ خدیجہؓ کا حضور ﷺ سے نکاح:

مکہ کے سرداران اور بڑے بڑے رئیس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کے خواہش مند تھے مگر انہوں نے سب کو انکار کر دیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ میں انہیں جو خوبیاں نظر آئیں ان کی وجہ سے ان کا رخ اس طرف ہو گیا۔ اور انہوں نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منیہ (نُفَیْسَہ = نون کے پیش اور فاء کے زبر کے ساتھ ہے۔ منیہ ان کی والدہ کی طرف نسبت ہے۔ بعض کتابوں میں بنت امیہ لکھا ہے۔ اور امیہ والد ہیں۔ یہ مشہور جلیل القدر صحابی یعلی بن امیہؓ کی بہن ہیں) کو اپنے دل کی بات بتا دی۔ تو یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔ اور ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے بارے میں بات کی۔ اور کہا اے محمد (ﷺ)! آپ کو شادی سے کیا چیز مانع ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے ہاتھ میں شادی کے لئے کچھ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں کفایت ہو جائے اور خوبصورتی، مال، شرافت اور کفائت کی طرف دعوت ملے تو کیا حامی نہیں بھرو گے۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ میرے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرے ذمہ ہے۔ آپؐ

نے فرمایا ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔

نفیسہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کامیابی کی خبر لے کر لوٹیں۔ اور انہیں بتایا کہ حضور ﷺ شادی کے لئے تیار ہیں۔ تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی شادی کر دیں تو وہ آ گئے اور حضور ﷺ آل عبدالمطلب کو لے کر آئے جن میں آپ کے چچا حضرت حمزہؓ اور ابوطالب تھے۔ اور ان کا استقبال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا اور چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے کیا۔ اور خطبہ ابوطالب نے پڑھا اور کہا جو مہر آپ چاہیں میں دینے کو تیار ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ضعیف چچا عمرو بن اسد نے ان کی موافقت کی اور کہا کہ یہ وہ نر ہے جسے ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا[1]۔

تو نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کر لی اور ان کا مہر بیس جوان اونٹ دیئے گئے جنہیں ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیا گیا۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۰، ۲۱۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

ذہانت کی ایک عجیب مثال:

علامہ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں حضور ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب وہ فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ اس کی اطلاع مجھ کو

(۱) یہ محاورہ ہے جو ایسے معزز شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو برابری کا ہو۔ عربوں کے ہاں رواج تھا کہ وہ جب کسی نر اونٹ کو خراب نسل دیکھتے تو اس کی ناک میں زخم لگا دیتے تاکہ وہ اونٹنی کے پاس نہ جائے۔ اور اگر اچھی نسل کا ہوتا تو اس کو ایسا نہیں کرتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا کی مراد یہ تھی کہ ان کا رشتہ ٹھکرایا نہیں جا سکتا۔ ۱۲

دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ کہا کہ اب آئے تو مجھ کو ضرور اطلاع دیجئے۔ چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے خدیجہ! جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا اس وقت آپ کو نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں، مجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ اٹھ کر میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اٹھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو جبرائیل نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں۔ پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے کہا کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں بیٹھ گئے۔ پھر پوچھا کہ کیا اب بھی آپ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں نظر آ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سر سے اپنی اوڑھی ہوئی چادر ہٹا کر سر کھولا اور پوچھا کہ کیا اب بھی آپ کو جبرائیل علیہ السلام نظر آ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اب تو نظر نہیں آ رہے۔ یہ سن کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یقین کیجئے یہ فرشتہ ہی ہے اور آپ ثابت رہیں اور نور نبوت کی خوشخبریاں قبول فرمائیں۔ کیونکہ اگر یہ شیطان ہوتا تو میرا سر دیکھ کر غائب نہ ہوتا۔ چونکہ یہ فرشتہ ہے اس لئے حیادار ہے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۴۳ بحوالہ اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۷)

سیدہ خدیجہؓ کا تجارت کی پیشکش کرنا:

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی خواتین میں مال، شرافت اور مرتبے کی حیرت انگیز مثال تھیں۔ ان کی بڑی وسیع تجارت تھی یہ باعتماد لوگوں کو

مستاجر بنا کر ان کا حصہ مقرر کر کے انہیں تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ اسی دوران حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک امانت دار نوجوان (حضرت) محمدؐ بن عبداللہ (ابھی تک حضورﷺ کو نبوت نہیں ملی تھی) سے واقف ہوئیں جن کا نسب ان کے نسب سے قصی بن کلاب (خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی) میں جا کر ملتا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی دور اندیش اور ذوفراست معروف تھیں۔ وہ صبح و شام حضورﷺ کے مہکتے واقعات سنا کرتی تھیں۔

اسی نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں تجارت کے لئے بھیجنے کی طرف راغب ہوئیں۔ تو انہیں پیغام بھیجا اور کہا تمہاری سچائی اور عظیم امانت داری اور اچھے اخلاق کی وجہ سے میں تمہیں پیغام بھجوانے پر مجبور ہوئی ہوں میں آپ کی تجارت میں آپ کی قوم کے لوگوں سے دگنا حصہ آپ کو دوں گی۔ تو نبیﷺ نے اس پیشکش کو قبول فرما لیا اور جب ابوطالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشکش کا سنا تو آنحضرتﷺ کو کہا کہ یہ رزق اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۱۸۔ دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہؓ بے مثل رفیقہء حیات:

رسول اللہﷺ کو جب رسالت ملی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے آپؐ کو پہلی وحی الٰہی پہنچائی تو اس حیرت انگیز واقعہ سے آپؐ کی طبیعت پر شدید اثر ہوا۔ آپؐ غار حراء سے گھر تشریف لائے اور آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پورا واقعہ بیان کیا، اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے نیز فرمایا کہ زملونی زملونی، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو دلاسہ اور تسلی دی اور فرمایا۔ ہرگز نہیں! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ غریبوں، کمزوروں کی دستگیری فرماتے ہیں، امانت گزار ہیں۔ مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے نکلیں اور ایک عیسائی راہب کے پاس گئیں۔ یہ راہب مکہ کے قریب رہتا تھا۔ راہب نے انہیں دیکھ کر پوچھا اے قبیلہ قریش کی معزز ومحترم خاتون! آپ اس وقت کیسے تشریف لائیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھ کو جبرائیل امین علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں۔ راہب نے کہا سبحان اللہ وہ اللہ کا پاک فرشتہ ہے۔ وہ پیغمبروں (علیہم السلام) کے پاس آتا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا۔ اس کے بعد سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اور عیسائی عالم کے پاس گئیں۔ جس کا نام عداس تھا۔ اس سے بھی آپؓ نے یہی سوال کیا۔ عداس نے جواب دیا۔ جبرائیل علیہ السلام خدا کے فرشتے ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس وقت بھی تھے جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آئے۔ ان کے ذریعے سے اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو اس زمانے کے مشہور نصرانی عالم تھے اور گزشتہ الہامی کتابوں توریت، زبور، انجیل پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ اور انہوں نے انجیل کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی میں بھی کیا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے حالات سننے کے بعد کہا کہ اے خدیجہ! اگر تم نے سچ کہا ہے تو یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اور اب محمد

(ﷺ) کے پاس آیا ہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر واپس آئیں اور حضور ﷺ کو لے کر دوبارہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔

(ازواج مطہرات حیات وخدمات ص ۴۳، ۴۴ مؤلف: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہ کے گھر کی فضیلت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے اسلام کا نور چمکا اور ساری دنیا کو منور کر دیا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ گھر پھلدار، زرخیز اور مبارک جگہ قرار پائی۔

اس گھر کی ایک برکت تو یہ تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اور ان کی صاحبزادیاں (بنات رسول ﷺ) سب سے پہلے اسلام لائیں۔ بلکہ ہر وہ شخص جو اس گھر کی چھت کے نیچے تھا۔ اس نے اسلام لانے میں پہل کی۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثؓ دونوں پہلے اسلام لائے اور یہ آنحضرت ﷺ کے خاندان کے تحت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک گھر میں قیام پذیر تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس گھر کو بڑی مبارک فضیلت اور مرتبہ حاصل ہے۔ محبّ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ افضل جگہ تھی۔ واللہ اعلم (اور یہ بات غالباً اس لئے کہی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ طویل عرصے اس میں مقیم رہے اور اس میں آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی)۔

(حضرت معاویہؓ نے خلیفہ بننے کے بعد اس کو خرید لیا اور اسے مسجد بنا دیا

جس میں نماز پڑھی جاتی ہے)

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۶ بحوالہ شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ص ۲۲۸ ج ۱)

سب سے پہلے نماز پڑھنے کی سعادت:

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ وہ نمازیں سب سے پہلے پڑھیں جو نماز خمس کے فرض ہونے سے پہلے تھیں یعنی دو صبح اور دو رکعت رات کو۔

امام ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز آنحضرت ﷺ پر فرض ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ مکہ سے آگے کسی اونچی جگہ پر تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں نیچے وادی میں لے گئے وہاں سے ایک چشمہ جاری ہو گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور پھر دو رکعتیں چار سجود کے ساتھ پڑھیں۔ پھر آپؐ لوٹ آئے اور آپؐ کی آنکھیں سرور سے اور دل خوشی سے لبریز تھا۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ تھام کر اس چشمے تک لائے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعتیں چار سجود کے ساتھ دونوں نے پڑھیں پھر اس کے بعد آپؐ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھپ کر نماز پڑھنے لگے۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۸، ناشر دارالاشاعت کراچی)

حضور ﷺ کے تعلقات والوں سے محبت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تقریباً چوتھائی صدی (۲۴ سال اور چند ماہ) کے قریب عرصہ گزارا اور اپنی اس مبارک زندگی میں اپنے شوہر کی ہمدرد اور دل جُو زوجہ ثابت ہوئیں۔ وہ آپؐ کے ساتھ ہر

غم و خوشی میں شریک ہوئیں۔ اور آپ کی خوشی اور رضا کا لحاظ رکھتیں اور جن سے آپ کو انسیت ہوتی (جن لوگوں سے آپ کو تعلق و محبت ہوتی) ان سے نیک سلوک روا رکھتیں تاکہ آپ کے دل میں ان کا رتبہ بڑھے۔ ان کے نیک سلوک اور کرم کی وہ ادائیں سامنے آئیں جنہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونچے اور باعزت مرتبے پر فائز کر دیا۔

ایک سال لوگوں کو قحط کا سامنا کرنا پڑا (یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہونے کے بعد کی بات ہے) اسی سال حضرت حلیمہ سعدیہ (رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ) آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائیں اور جب واپس لوٹیں تو ان کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیا ہوا ایک اونٹ تھا۔ جس پر پانی لدا تھا۔ اور چالیس بکریاں بھی ساتھ دیں۔

اور ان کا یہ سلوک اس کے بعد بھی ظاہر ہوا کہ جب بھی آنحضرت ﷺ کی پہلی رضاعی والدہ حضرت ثویبہ تشریف لائیں تو ان کا خوب اعزاز و اکرام کرتیں حضور ﷺ سے تعلق کی بناء پر۔

(جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین ص ۲۷ ۔ ۲۸ ناشر۔ دارالاشاعت کراچی)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی مسلمان:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نہایت بلند پایہ خاتون تھیں۔ جب حضور ﷺ لوگوں کو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید خداوندی کی روشن شاہراہ پر چلانے کیلئے مکہ کے گلی کوچوں میں لوگوں کو پکار رہے تھے۔ تو فضائے عالم سے ایک آواز ان کی تائید میں اٹھی جبکہ تمام جزیرۃ عرب ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں جس آواز نے فضائے مکہ میں تموج پیدا

کردیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز تھی۔ جوان کے قلب کی انتہا گہرائیوں سے بلند ہوئی تھی، اور جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں انوار الٰہی کی دوسری تجلی گاہ تھی۔

(مسند احمد ص ۲۲۲ جلد ۴)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بتوں سے بیزاری:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۵ سال نبوت کے حبالہ عقد میں رہیں۔ اس سے قبل تقریباً ۲۸ سال انہوں نے جاہلیت میں گزارے لیکن اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کی طرح اس مقدس خاتون نے جاہلیت ہی میں بت پرستی ترک کردی تھی، چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

بخدا! میں کبھی بھی لات وعزیٰ کی پرستش نہ کروں گا۔ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ لات کو جانے دیجئے، عزیٰ کو جانے دیجئے یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے۔

(مسند احمد جلد ۴ ص ۲۲۲)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رب العالمین کا سلام:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس میں ہر طرف سے دھن برستا تھا۔ وہ منہ میں چاندی کا چمچہ لے کر پیدا ہوئیں۔ (یہ محاورہ ہے) حضور ﷺ کے ساتھ شادی سے قبل آپ دولت میں کھیلتی تھیں۔ قریباً سارا مکہ اور اس کی بیشتر آبادی آپ کے مال تجارت پر اپنی زندگی کی گزران کرتا تھا۔ بیسیوں نوکر چاکر اور خادمائیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے کام کرنے

میں اپنے لئے فخر محسوس کرتی تھیں۔ لیکن جونہی حضور ﷺ کے حبالہ عقد میں آگئیں۔ اپنی پوری زندگی آپؐ کے قدموں میں تج کردی۔ گھر کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتیں اور آپؐ کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس صبر اور خدمت کا اجر بارگاہ خداوندی سے یہ ملا کہ خود رب العزت کے سلام آنے لگے، چنانچہ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ نے سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس برتن میں کھانے کی کوئی چیز لا رہی ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہے ان کے رب کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔

فائدہ (یہ سلام و پیام تب آئے جب حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال و متاع اللہ کے دین کو پھیلانے کیلئے حضور ﷺ کے حکم پر خرچ کردیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنی جان و مال کو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے نچھاور کرنا پڑتا ہے۔ تب جا کر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔)

(بخاری حدیث نمبر ۳۸۲۰ مسلم حدیث نمبر ۲۴۳۲)

شعب ابی طالب کی قید:

جب محرم الحرام ۷ نبوی میں قریش مکہ نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ لکھ کر نبی اکرم ﷺ اور بنو ہاشم اور ان کے حامیوں سے یک قلم تمام تعلقات منقطع کرلئے اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کردیا گیا۔ بنو ہاشم میں سے سوائے ابو لہب کے ہر شخص اس گھاٹی میں محصور ہو گیا۔ ابولہب قریش کے ساتھ رہا۔ یہ محاصرہ تین سال تک رہا۔ حصار سخت تکلیف دہ تھا۔ یہاں تک کہ بھوک سے بچوں کے بلبلانے کی آواز باہر سنائی دیتے گی۔ سنگ دل بلبلانے کی آواز سن سن کر خوش ہوتے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعب

ابی طالب میں تمام بنو ہاشم کے ساتھ محصور تھیں اور ہر وہ تکلیف برداشت کر رہی تھیں جو دوسرے محصورین کو دی جاتی تھی۔

دراصل یہ ایک پہاڑ کا درہ تھا جو خاندان بنو ہاشم کا موروثی تھا۔

(ملاحظہ۔ سیرۃ النبی جلد ۱۔ص ۲۳۵ تعلیقہ) (ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۳۳۱۔ العقد الفرید صفحہ ۹۶ جلد ۳)

شعب ابی طالب کی تکالیف اور وفات:

حضور ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شعب ابی طالب سے باہر آ گئیں، لیکن اب مسلسل تکالیف ومصائب کے باعث حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ آخر نکاح کے بعد ۲۵ سال زندہ رہ کر ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں یعنی ہجرت سے تین سال قبل اس دنیا سے رخصت فرما گئیں۔ رمضان یا شوال ہی میں پہلے ابوطالب کا انتقال ہوا پھر تین یا پانچ دن بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۴ سال ۶ ماہ تھی۔ چونکہ نمازِ جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا انہیں بھی اسی طرح دفن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے زیادہ غمگسار بیوی کو قبر کی آغوش میں رکھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر جنت المعلیٰ (حجون) میں ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے تاریخ اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوا، اور یہ زمانہ سرکار دوعالم ﷺ کی زندگی کا سخت ترین زمانہ ہے۔ تاریخ اسلام میں یہ سال عام الحزن کے نام سے مشہور ہے۔

(تفسیر القرطبی جلد ۱۴ ص ۱۶۴۔ الاصابہ جلد ۷ ص ۶۰۵)

خدمت اور تشفی کا جذبہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آتے ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے اپنا سارا مال واسباب آپ ؐ کے قدموں میں ڈھیر کردیا۔ اس سے آپ کو فکر معیشت سے نجات مل گئی۔ اب حضور ﷺ تھے اور عبادت خداوندی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے حبالہ عقد میں آنے کے پہلے دن سے ہی آپ کی خدمت گزاری میں جان ومال سے ایسی مصروف ہوگئیں کہ گویا باندی ہیں۔ تادم مرگ ان سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر نہیں ہوا جس سے آپ کو رنج ہوا ہو بلکہ جب کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس سے حضور ﷺ کو پریشانی لاحق ہوئی ہو تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیشہ آپ کی تشفی اور دل جمعی کی اور آپ ؐ کی بعثت کے بعد جب کفار مکہ آپ ؐ کا استہزاء اور تمسخر اڑاتے جو حضور ﷺ کو ناگوار گزرتا تو اکثر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی گرانی طبیعت کو اپنی تسلی آمیز باتوں سے ہلکا کرتی تھیں۔ ہر امر میں مطیع وفرماں بردار تھیں۔ اور حضور ﷺ بھی ہر بات میں آپ سے مشورہ لیتے۔ (اسی کو ابن ہشام نے ان الفاظ کا جامہ پہنایا ہے وکانت وزیرۃ صدق علی الاسلام ۔ یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کے متعلق رسول اللہ صلعم کی سچی مشیر کار تھیں۔

(ابن ہشام جلد ا۔ دلائل نبوۃ بیہقی جلد ۲ ص ۳۵۲ عیون الاثر ص ۲۴۷ جلد ا)

ام المؤمنین

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

﴿ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام اور والدہ کا نام:

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دختر شموس بنت قیس۔

والد کا نام اور خاندان:

زمعہ۔ قریش از اولاد لوئی۔

حضورﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

سکران بن عمرو بن عبدود۔

حضورﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

نبوت سے دسویں برس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضورﷺ کی عمر ۵۰ سال نیز حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۵۰ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضورﷺ کی خدمت میں رہیں:

تقریباً ۱۴ برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی:

مدینہ منورہ سن ۱۹ ہجری بعمر ۷۲ سال۔ (تاریخ اسلام ص ۳۰۔۳۱)

سادگی اپنوں کی دیکھ:

حضرت محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سودہؓ کے پاس درہموں سے بھرا ہوا تھیلا بھیجا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے بتایا یہ درہم ہیں تو (حیران ہو کر تعجب سے) فرمایا ارے کھجوروں کی طرح تھیلے میں درہم۔ (یعنی اتنے بڑے تھیلے میں تو کھجوریں ڈالی جاتی ہیں درہم تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے بہت زیادہ درہم بھیج دیئے ہیں) اور پھر انہوں نے وہ سارے درہم تقسیم کر دیئے۔

حیات الصحابہ ج ۲ ۳۰۹ بحوالہ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۳۹)

ناگواری اور شکایت:

ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحرا میں جارہی تھیں۔ راستہ میں سیدنا عمرؓ کی نظر پڑ گئی۔ چونکہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دراز قد تھیں۔ اس وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہچان لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اور وہ نبی اکرم ﷺ کے حضور پردہ کی تحریک بھی کر چکے تھے لہٰذا بولے: سودہ! میں نے تمہیں پہچان لیا سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات ناگوار گزری اور نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی۔ اس واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۶)

ادلے کا بدلہ:

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں مقیم

تھے اور ان کی باری کا دن تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کیلئے حلوہ تیار کیا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر لائیں، اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سامنے بیٹھی تھیں۔ ان سے کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ حضرت سودہؓ کو یہ بات گراں گزری کہ جب حضور ﷺ میرے گھر میں تھے اور میری باری کا دن تھا تو پھر یہ حلوہ پکا کر کیوں لائیں؟ اس لئے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کردیا کہ میں نہیں کھاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ حلوہ کھاؤ، اور اگر نہیں کھاؤ گی تو پھر یہ حلوہ تمہارے منہ پر مل دونگی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں تو نہیں کھاؤں گی، چنانچہ حضرت عائشہ نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر مل دیا۔ اب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یارسول اللہ! انہوں نے میرے منہ پر حلوہ مل دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

"وجزاء سيئة سيئة مثلها"

یعنی کوئی شخص اگر تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تو تم بھی بدلے میں اس کے ساتھ برابر کا برا سلوک کرسکتے ہو۔ اب انہوں نے تمہارے منہ پر حلوہ مل دیا ہے تو تم بھی ان کے چہرے پر حلوہ مل دو، چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تھوڑا سا حلوہ اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر مل دیا اب دونوں کے چہروں پر حلوہ ملا ہوا ہے اور یہ سب حضور ﷺ کے سامنے ہو رہا ہے۔

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۲۸ بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۴ ص ۳۱۶)

جنت میں حرم نبوت کی خواہش:

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عمر کی ہوچکی تھیں۔ اچانک ان کو یہ

خیال آیا کہ کہیں حضورﷺ مجھ کو طلاق نہ دے دیں۔ لہٰذا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہﷺ! مجھے شوہر والی خواہش تو نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھیں اور میری باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا کریں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ روزِ محشر آپ کی بیویوں میں میرا حشر ہو، چنانچہ آپؐ نے اسے منظور فرمالیا۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۸۱۔ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں ناشر دار الاشاعت کراچی)

اطاعت کی بے مثل مثال:

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق نبوت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھیں۔ اطاعت وفرمانبرداری تو ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سیدنا ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے اس فرمان پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کیلئے نہ گئیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب رسول اللہﷺ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کے مطابق سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے انتقال کے بعد کوئی حج نہیں کیا بلکہ برابر گھر میں بیٹھی رہیں بلکہ فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا! رسول اللہﷺ کے فرمان کے بعد اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گی۔

(مسند احمد جلد ۲ ص ۳۲۴)

خطرہ اور احتیاطی تدبیر:

ایک مرتبہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورﷺ سے کہا کہ کل میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ اتنی دیر تک رکوع میں رہے کہ مجھے اندیشہ ہو

نے لگا کہ کہیں میری نکسیر ہی نہ پھوٹ جائے اور خون بہنے لگے۔ اس لئے میں اپنی ناک پکڑے رہی۔ یہ سن کر حضور علیہ بہت مسکرائے۔

(ازواج مطہرات۔ حیات وخدمات۔ ص ۸۰۔ مؤلف: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری ناشر دار الاشاعت کراچی)

مجبوری اور اجازت:

سنہ ۱۰ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا۔ اس موقع پر سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ چونکہ آپ بلند و بالا اور فربہ اندام تھیں اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہ سکتی تھیں۔ بلکہ سست رفتار تھیں۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے سے قبل ان کو جانے کی اجازت دی جائے۔ حضور نے اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ وہ لوگوں سے پہلے مزدلفہ روانہ ہوگئیں۔

(بخاری حدیث ۱۶۸۰۔۱۶۸۱) مسلم حدیث ۱۲۹۰)

سچا خواب:

ابن سعد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور انہوں نے آکر ان کی گردن کو چھوا ہے یہ خواب انہوں نے اپنے خاوند سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں انتقال کر جاؤں گا، اور تیرا نکاح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ پھر ایک اور رات انہوں خواب میں دیکھا کہ وہ سوئی ہوئی ہیں اور ان پر چاند ٹوٹ کر گرا ہے۔ یہ خواب بھی انہوں نے اپنے خاوند سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس

کی تعبیر یہ ہے کہ میں تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کر جاؤں گا۔ چنانچہ اسی روز حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑے اور تھوڑے دنوں کے بعد انتقال ہو گیا، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵۶ جلد ۸)

ہاتھ کی لمبائی:

ایک مرتبہ ازواج مطہراتؓ بارگاہ رسالت میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا؟ آپؐ نے جواب دیا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ ازواج مطہرات نے اس کے ظاہری معنی سمجھے اور آپس میں ہاتھ ناپنا شروع کر دیئے۔ سب سے بڑا اور لمبا ہاتھ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ لیکن جب پہلے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مقصود سخاوت تھی۔

(کشف الاستار جلد ۳ ص ۲۴۳)

ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہؓ
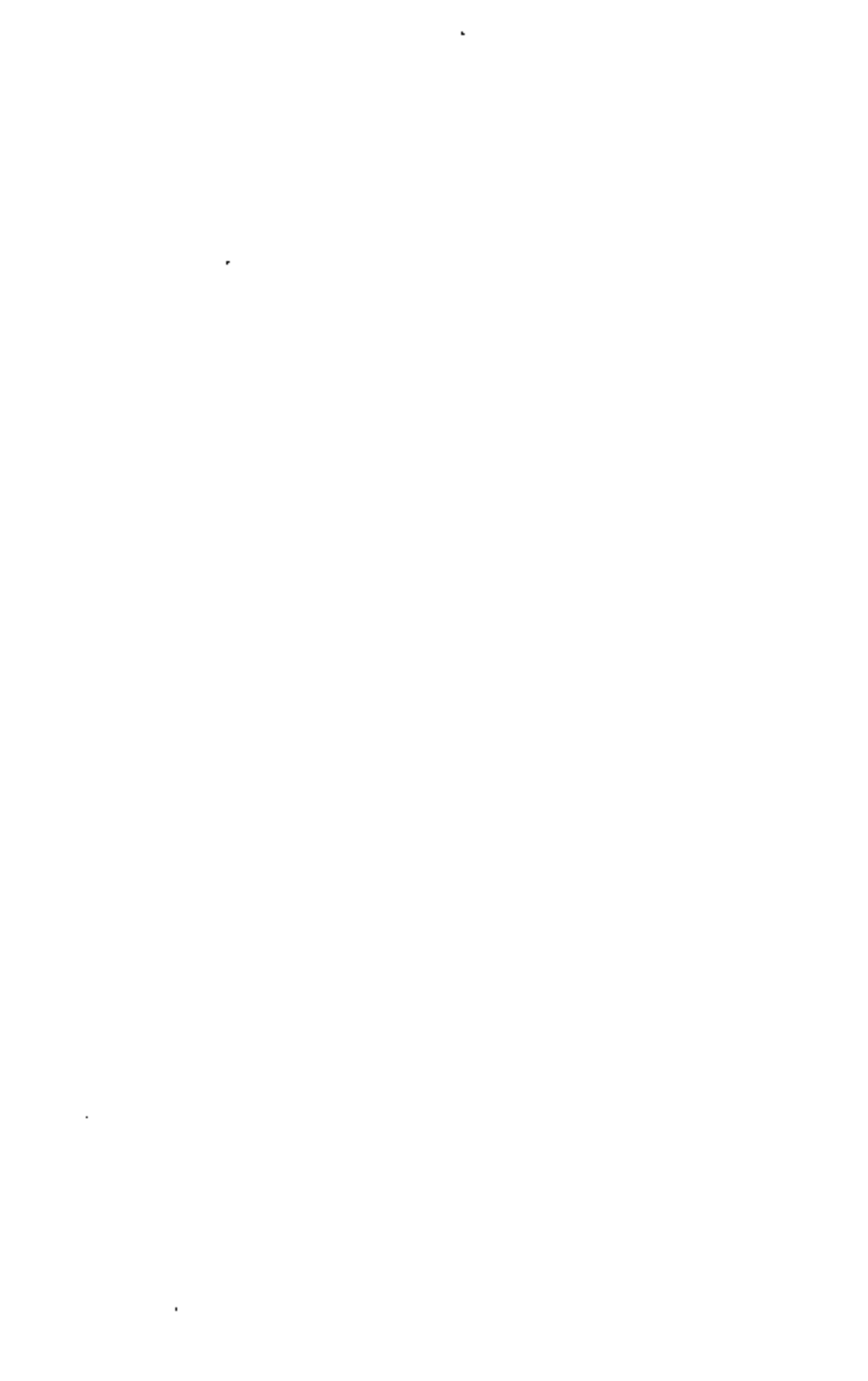
﴿ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع لقب:

حبیبہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ لقب

والدہ کا نام:

ام رومان زینب

والد کا نام اور خاندان:

صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریشی۔ از اولاد مرہ

پہلے نکاح ہوا یا نہیں:

حضور ﷺ سے پہلے کسی سے نکاح نہیں ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

نبوت کے گیارھویں برس شوال کے مہینے میں یعنی جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۰ سال ۶ ماہ تھی نکاح ہوا۔ تین سال بعد ہجرت کے پہلے شوال میں رخصتی ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بوقت نکاح ۶ سال اور بوقت رخصتی ۹ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۹ برس ۵ ماہ تقریباً

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ طیبہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ کو عمر ۶۳ سال وفات پائی۔

(تاریخ اسلام ص ۳۱)

حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف:

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یا متصل ماہ شوال سن ۱۰ نبوی میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

خولہ بنت حکیم نے آپ ﷺ کی طرف سے جا کر پیام دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا۔ جس کو میں منظور کر چکا ہوں۔ واللہ ما اخلف ابوبکر وعداقط۔ (اور خدا کی قسم ابوبکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے۔ مطعم کی بیوی بھی سامنے تھی۔ مطعم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے۔ مطعم کی بیوی نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو تو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ صابی یعنی بے دین ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مطعم تم کیا کہتے ہو۔ مطعم نے کہا میری بیوی نے

جو کہا وہ آپ نے سن لیا۔

جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کرلیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے۔آنحضرت ﷺ جس وقت چاہیں تشریف لائیں۔

چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔ ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال سن ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ ہجرت کے سات آٹھ مہینہ بعد شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی اور عروسی کی رسم ادا ہوئی۔ اس وقت آپؓ کی عمر نو سال اور کچھ ماہ کی تھی۔

(سیرت المصطفےٰ ج ۳ ص ۹۵_۲۹۴)

سیدہؓ کے تنگی گزران کے واقعات:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں نے ایک رات ہمارے ہاں بکری کی ایک ٹانگ بھیجی۔ میں نے اس ٹانگ کو پکڑا اور حضور ﷺ نے اس کے ٹکڑے کئے یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے پکڑا اور میں نے ٹکڑے کئے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس سے بھی یہ حدیث بیان کرتیں اس سے یہ بھی فرماتی کہ یہ کام چراغ کے بغیر ہوا۔

(حیات الصحابہ ج ا ص ۳۹۲ بحوالہ اخرجہ احمد ورواتہ رواۃ الصحیح)

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اے ام المؤمنین! (کیا یہ کام) چراغ کی روشنی میں ہوا تھا؟ انہوں نے کہا اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کے لئے تیل ہوتا تو ہم اسے پی لیتے۔

(حیات الصحابہ ج ا ص ۳۹۲ بحوالہ کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۵)

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔ اے میرے بھانجے اللہ کی قسم! ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔ دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے اور حضور ﷺ کے گھروں میں آگ بالکل نہ جلائی جاتی۔ میں نے کہا۔ اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گزارہ کیسے ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا وہ کالی چیزوں پر کھجور اور پانی پر۔ البتہ حضور ﷺ کے پڑوسی انصار تھے۔ جن کے پاس دودھ والے جانور تھے۔ وہ ان کا دودھ حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا کرتے جو حضور ﷺ ہمیں پلا دیا کرتے۔

(حیات الصحابہ ج ا ص ۳۹۳ بحوالہ اخرجہ الشیخان کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۵) (واخرجہ ایضا ابن جریر نحوہ واخرجہ احمد باسناد حسن کما فی المجمع ج ۱۰ ص ۳۱۵)

زیادہ کھانے پر رونے کا دل کرنا:

حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے لئے کھانا منگایا اور فرمایا میں جب بھی پیٹ بھر لیتی ہوں اور رونا چاہوں تو روسکتی ہوں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا مجھے وہ حال یاد آجاتا ہے۔ جس حال پر حضور ﷺ نے اس دنیا کو چھوڑا تھا۔ اللہ کی قسم! آپ نے کبھی بھی ایک دن میں روٹی اور گوشت دو مرتبہ

پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

(حیات الصحابہ ج ۱ ص ۳۹۳ بحوالہ اخرجہ الترمذی کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۳۸)

جہاد کی اجازت چاہنا:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا عورتوں کا جہاد حج ہے۔ اس فرمان کے سننے کے بعد وہ اس کی پابندی اس شدت سے کرتی تھیں کہ ان کا کوئی سال حج سے کم ہی خالی جاتا تھا۔

(سیرت عائشہ ص ۱۰۰ بحوالہ بخاری باب حج النساء)

سیدہ کو مغفرت کی حرص:

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرفہ کے دن روزہ رکھا۔ اس روز گرمی اس قدر شدید تھی کہ لوگ سروں پر پانی ڈالتے تھے کسی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا کہ روزہ توڑ دیجئے فرمایا جب سے حضور ﷺ سے سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو میں روزہ کیسے توڑ سکتی ہوں؟ (حالانکہ روزہ توڑنے کا جواز تھا مگر یہ ان کا تقویٰ اور قربانی تھی کہ روزہ نہ توڑا۔)

(سیرت عائشہ ص ۱۳۵ بحوالہ مسند احمد ص ۱۳۸ جلد ۶)

پانچ درہم کی قمیض:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کی ایک باندی بیٹھی ہوئی تھی۔ جس

نے پانچ درہم والی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آدمی سے کہا ذرا میری اس باندی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ کہ یہ اس قمیض کو گھر میں بھی پہننے کیلئے راضی نہیں۔ حالانکہ حضورﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایسی ہی ایک قمیض تھی۔ تو مدینہ میں جس عورت کو بھی (شادی کیلئے) سجایا جاتا تھا۔ وہ آدمی بھیج کر مجھ سے یہ قمیض عاریتاً لے لیا کرتی تھی۔

(حیات الصحابہ ج ۱ ص ۴۲۰ بحوالہ اخرجہ البخاری کذافی الترغیب ج ۵ ص ۱۶۴)

سیدہ کا پردے کا اہتمام کرنا:

حضرت حبان بن جزی سلمی اپنے والد حضرت جزی سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت جزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورﷺ کے ہاں مسلمان ہوگئے تو حضورﷺ نے ان کو دو چادریں پہنانے کا ارادہ فرمایا اور فرمایا کہ تم عائشہ کے پاس جاؤ جو چادریں ان کے پاس ہیں۔ ان میں سے وہ تم کو دو چادریں دے دیں گی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سرسبز وشاداب رکھے آپ کے پاس جو چادریں ہیں۔ ان میں سے دو چادریں پسند کر کے مجھے دے دیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان میں سے دو چادریں مجھے دینے کا حکم فرمایا ہے تو حضرت عائشہ نے پہلو کی لمبی مسواک بڑھاتے ہوئے فرمایا یہ اور یہ لے لو۔ (پردہ کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک سے اشارہ کیا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۶۹ بحوالہ (ابونعیم ج ۵ ص ۱۵۴))

سیدہ کیلئے نصرتِ خداوندی:

بیہقی نے اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ نقل کیا

ہے کہ ہم ہجرت کر کے چلے راستے میں ایک دشوار گزار (خطرناک) گھاٹی سے جب ہمارا گزر ہونے لگا تو جس اونٹ پر میں تھی وہ بہت بری طرح بدکا۔ اللہ کی قسم میں اپنی ماں کی یہ بات نہ بھولوں گی کہ وہ کہہ رہی تھیں ہائے چھوٹی سی دلہن اور وہ اونٹ بدکتا ہی چلا گیا۔ اتنے میں میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا، اس کی نکیل نیچے پھینک دو تو میں نے نکیل نیچے پھینک دی۔ وہ وہیں کھڑا ہو کر چکر کھانے لگا گویا اس کے نیچے کوئی (اسے پکڑے ہوئے) کھڑا ہے۔

(حیات الصحابہ ج ۱ص ۱/۴۷۱ بحوالہ ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۲۷)

سیدہ کی سخاوت:

حضرت اُم ذرہؓ کہتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم آئے۔ انہوں نے اسی وقت وہ سارے تقسیم کر دیئے۔ اس دن ان کا روزہ تھا میں نے ان سے کہا آپ نے اتنا خرچ کیا ہے تو کیا آپ اپنے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتیں کہ افطار کے لئے ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں؟ انہوں نے کہا (مجھے تو یاد ہی نہیں رہا کہ میرا روزہ ہے) اگر تو پہلے یاد کرا دیتی تو میں گوشت منگا لیتی۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۳۰۸ بحوالہ الاصابۃ ج ۴ ص ۳۵۰)

سخاوت ہو تو ایسی ......:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ سخی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ البتہ ان دونوں کی سخاوت کا طریقہ الگ الگ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی تھوڑی چیز جمع کرتی رہتیں جب کافی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر ان کو تقسیم فرما دیتیں اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اگلے دن کے لئے کوئی چیز نہ رکھتیں

یعنی جو کچھ تھوڑا بہت آتا اسی دن تقسیم کر دیتیں۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۳۲ بحوالہ اخرجہ البخاری فی الادب المفرد ص ۴۴)

سیدہ کا نابینا سے پردہ:

اسحاق تابعی نابینا تھے۔ وہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدہ عائشہؓ نے ان سے پردہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا مجھ سے کیا پردہ میں تو نابینا ہوں۔ فرمایا اگرچہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن میں تو تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۳۸ بحوالہ طبقات ابن سعد جز نساء ص ۴۷)

ناراضگی میں حضور ﷺ سے برتاؤ:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو، دونوں حالتوں میں مجھے علم ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو رب محمد (محمد کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیم (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو۔ اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

انی لا اھجر الا اسمک

یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں۔ نام کے علاوہ اور کچھ نہیں چھوڑتی ہوں۔

(شوہر کے حقوق عورتوں کی حیثیت ص ۴۳ بحوالہ صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الہجر ان من ... حدیث نمبر ۶۰۷۸)

سیدہؓ کو حضور ﷺ کی تکلیف گوارا نہ تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے مہینے میں طبعی مجبوری کی وجہ سے جو روزے مجھ سے قضا ہو جاتے تھے میں عام طور پر ان روزوں کو آنے والے شعبان کے مہینے میں رکھا کرتی تھی یعنی تقریباً گیارہ ماہ بعد۔ یہ میں اس لئے کرتی تھی کہ شعبان میں حضور ﷺ بھی کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ لہٰذا اگر اس زمانے میں میں بھی روزے سے ہوں گی اور آپ بھی روزے سے ہوں گے تو یہ صورت زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے کہ میں روزہ سے ہوں اور آپؐ کا روزہ نہ ہو۔ حالانکہ وہ نفلی روزے نہیں تھے بلکہ رمضان کے قضا روزے تھے اور قضا روزوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کو جتنا جلدی ہو سکے ادا کر لینے چاہئیں۔

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف آپؐ کی تکلیف کے خیال سے شعبان تک مؤخر فرماتی تھیں۔

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۳۹ بحوالہ صحیح مسلم۔ کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان حدیث نمبر ۱۱۴۲۴)

سیدہ کا حضور ﷺ سے دوڑ کا مقابلہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں گئی میں اس وقت نو عمر لڑکی تھی میرے جسم پر گوشت بھی کم تھا اور میرا بدن بھاری نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا آپ لوگ آگے چلے جائیں چنانچہ سب چلے گئے تو مجھ سے فرمایا آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں۔ چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا تو میں حضور ﷺ سے آگے نکل گئی اور حضور ﷺ خاموش رہے۔ پھر میرے جسم پر گوشت زیادہ ہو گیا اور میرا بدن بھاری ہو گیا۔ اور میں پہلے

قصہ کو بھول گئی تو پھر میں آپ کے ساتھ سفر میں گئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا آگے چلے جاؤ، لوگ آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا، آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں۔ چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا تو حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ حضور ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا یہ پہلی دوڑ کے بدلے میں ہے۔ (اب معاملہ برابر ہوگیا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۷۲۰ بحوالہ صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۶۸)

دنیا سے کنارہ کشی کی خواہش:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک زنانہ عطردان حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ کے ساتھی اسے دیکھنے لگے کہ یہ کسے دیا جائے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ لوگ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ عطردان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھجوا دوں کیونکہ حضور ﷺ کو ان سے محبت تھی سب نے کہا جی ہاں اجازت ہے۔ چنانچہ جب وہ عطردان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے کھولا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور ﷺ کے بعد (حضرت عمرؓ) ابن خطاب پر کتنی زیادہ فتوحات ہو رہی ہیں؟ اے اللہ! مجھے حضرت عمرؓ کے عطایا کے لئے اگلے سال تک زندہ نہ رکھیو۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۹۰ بحوالہ اخرجہ ابویعلیٰ قال الہیثمی ج ۹ ص ۲)

سیدہ عائشہؓ کی تواضع کی انتہا:

حضرت عمرو بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! میری آرزو ہے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتی۔ اللہ کی قسم! میری

آرزو ہے کہ کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ اللہ کی قسم! میری آرزو ہے کہ کاش اللہ نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۷۸۱ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۴۷)

بھولی بسری داستان:

حضرت ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے پہلے ان کی خدمت میں حضرت ابن عباسؓ آئے اور ان کی تعریف کرنے لگ گئے کہ اے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ! آپ کو خوشخبری ہو۔ حضور ﷺ نے آپ کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور آپ کی (تہمت زنا سے) برأت آسمان سے اتری تھی۔ اتنے میں سامنے سے حضرت ابن زبیرؓ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ عبداللہ بن عباسؓ میری تعریف کر رہے ہیں اور مجھے یہ بالکل پسند نہیں ہے کہ آج میں کسی سے اپنی تعریف سنوں۔ میری تمنا تو یہ ہے کہ کاش میں بھولی بسری ہو جاتی۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۷۸۱ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۴۷)

سیدہ کو سوکنوں کا خیال:

حضرت ناشرہ بن سمی یزنیؒ کہتے ہیں جابیہ کے دن میں نے حضرت عمرؓ کو لوگوں میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے مجھے اس مال کا خزانچی اور اسے تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ بلکہ اصل میں تو خود اللہ تعالیٰ ہی تقسیم فرمانے والے ہیں (اب مال تقسیم کرنے میں میرے ذہن میں یہ ترتیب ہے کہ) میں حضور ﷺ کی اَزْوَاجِ مُطَھرات سے تقسیم شروع کروں گا اور پھر ان کے بعد لوگوں میں جو زیادہ بزرگ ہیں ان کو دوں گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت جویریہؓ، حضرت صفیہؓ،

اور حضرت میمونہؓ کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات کے لئے دس دس ہزار مقرر کئے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا حضورﷺ ہم ازواج مطہرات کے درمیان ہر چیز میں برابری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے تمام ازواج مطہرات کا وظیفہ ایک جیسا کر دیا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۸۵ بحوالہ بیہقی ج ۶ ص ۳۴۹)

فقراء کو کسی حال میں انکار نہ کرنا:

حضرت امام مالکؒ نے موطا میں نقل کیا ہے کہ حضورﷺ کی زوجہء محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ ان سے ایک مسکین نے سوال کیا، ان کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی، انہوں نے اپنی باندی سے کہا یہ روٹی اس مسکین کو دے دو۔ باندی نے ان سے کہا (اس روٹی کے علاوہ) آپ کی افطاری کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا (کوئی بات نہیں) تم پھر بھی اسے یہ روٹی دے دو۔ چنانچہ باندی کہتی ہے کہ میں نے اس مسکین کو وہ روٹی دے دی۔ جب شام ہوئی تو ایک ایسے گھر والے نے یا ایک آدمی نے جو کہ ہمیں ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا۔ ہمیں ایک (پکی ہوئی) بکری اور اس کے ساتھ بہت سی روٹیاں ہدیہ میں بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلا کر فرمایا اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری (روٹی کی) ٹکیہ سے بہتر ہے۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۳ بحوالہ موطا ص ۳۹۰)

انگور کا ایک واقعہ:

امام مالکؒ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضورﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانا مانگا حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی سے کہا انگور کا ایک دانہ لے کر اسے دے دو۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف (یا اس دانے کی طرف) تعجب سے دیکھنے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ اس دانے میں تمہیں کتنے ذرے نظر آ رہے ہیں؟ (یہ فرما کر انہوں نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

ترجمہ "سو جو شخص دنیا میں ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ وہاں اس کو دیکھ لے گا")

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۲۳ بحوالہ موطا ص ۳۹۰)

سیدہؓ کی عبادتِ صبح:

قاسمؒ فرماتے ہیں جب صبح ہوتی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کرتا۔ ایک دن میں سلام کرنے کی غرض سے گیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو کر تسبیح کر رہی تھیں اور پڑھ رہی تھیں

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ

"اللہ نے احسان کیا اور عذاب سے بچایا"

دعا کر رہی تھیں اور رو رہی تھیں اور بار بار اس کو دھرا رہی تھیں۔ میں ٹھہرا رہا مگر کھڑے کھڑے تھک گیا تو اپنی ایک ضرورت کے تحت بازار چلا گیا واپس آیا تو آپ ابھی تک کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور رو بھی رہی تھیں۔

(خواتین اسلام کا مثالی کردار، اردو ترجمہ صفحات نیرات من حیاۃ السابقات ص ۵۹ ناشر = دارالاشاعت کراچی)

قرآن سے شغف:

ابی الضحیٰ روایت فرماتے ہیں اس شخص سے جس نے حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا کہ قرآن کی یہ آیت پڑھ رہی تھیں۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ ۲۱

''اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں''

یہ آیت پڑھ کر اتنا روتیں کہ آپ کا دوپٹہ تر ہو جاتا۔

(خواتین اسلام کا مثالی کردار، اردو ترجمہ صفحات خیرات من حیاۃ الصحابیات ص ۹۸ ناشر دارالاشاعت کراچی)

حبِ رسول ﷺ کی وجہ سے غیرت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک رات میرے پاس سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔ میں نے اس سے بڑی غیرت محسوس کی آپؐ واپس تشریف لائے اور پریشانی میں میں جو کچھ کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! تمہیں کیا ہوا؟ کیا تمہیں بھی غیرت آگئی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ جیسی (محبوب بیوی) کو آپؐ جیسے (عظیم خاوند) پر غیرت کیوں نہ آتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اصل میں بات یہ ہے کہ تمہارا شیطان تمہارے پاس آیا تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے وہ مسلمان ہو گیا یا میں اس کے مکر و فریب سے محفوظ رہتا ہوں۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۰۳ بحوالہ اخرجہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۸۰)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی جستجو:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو مجھے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ

لوگوں نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ خوبصورت ہیں میں نے کسی بہانے سے چھپ کر انہیں دیکھا تو واقعی اللہ کی قسم! ان کا جتنا حسن و جمال مجھے بتایا گیا تھا اس سے کئی گنا مجھے ان میں نظر آیا، پھر میں نے اس کا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپس میں بہت جوڑ تھا۔ انہوں نے کہا غیرت کی وجہ سے وہ تمہیں زیادہ خوبصورت نظر آئیں ورنہ وہ اتنی خوبصورت نہیں ہیں جتنا لوگ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی بہانے سے چھپ کر انہیں دیکھا اور مجھے آکر کہا میں انہیں دیکھ آئی ہوں۔ اللہ کی قسم! تم ان کو جتنا خوبصورت بتا رہی ہو وہ اتنی خوبصورت نہیں ہیں بلکہ اس کے قریب بھی نہیں ہیں ہاں خوبصورت ضرور ہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پھر جا کر دیکھا تو اب وہ مجھے ویسی ہی نظر آئیں جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا تھا میری زندگی کی قسم! میں چونکہ غیرت والی تھی اس لئے پہلے وہ مجھے زیادہ حسین نظر آئی تھیں۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۰۳ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۴)

مجمل اور جامع دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نماز پڑھ رہی تھی۔ آپ کو کچھ کام تھا مجھے نماز میں دیر ہوگئی آپ نے فرمایا اے عائشہ! مجمل اور جامع دعا کیا کرو میں نے نماز سے فارغ ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! مجمل اور جامع دعا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم یہ کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَمَا

قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ مُحَمَّدٌ وَ اَسْتَعِیْذُکَ مِمَّا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ مُحَمَّدٌ مَا قَضَیْتَ لِیْ مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَہٗ رَشَدًا۔

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر جلد آنے والی بھی اور دیر سے آنے والی بھی جو میں جانتا ہوں وہ بھی اور جو نہیں جانتا وہ بھی مانگتا ہوں، اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں چاہے وہ شر جلد آنے والا ہو یا دیر سے آنے والا ہو چاہے میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں اور میں تجھ سے جنت اور ہر اس قول و فعل کی توفیق مانگتا ہوں جو جنت کے قریب کرے اور ہر اس قول و فعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو دوزخ کے قریب کرے اور میں تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمدؐ نے مانگی ہے۔ اور ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمدؐ نے پناہ مانگی اور میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جس امر کا تو میرے لئے فیصلہ کرے اس کا انجام میرے لئے اچھا کر دے۔

(حیات الصحابہ۔ ج ۳ ص ۳۰۳ بحوالہ بخاری فی الادب المفرد ص ۹۴)

پروانہ مغفرت:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک دن میں نے دیکھا کہ حضورﷺ بہت خوش

ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے دعا فرما دیں۔ آپؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کئے اور علی الاعلان کئے وہ بھی سب معاف فرما اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۲۲۷ بحوالہ الہیثمی ج ۹ ص ۲۴۴)

جبلِ علم وفضل اور اعترافِ کم علمی:

باوجود علم وفضل کے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی مسئلہ کے بارے میں مستند واقفیت نہ ہوتی یا اس مسئلہ کے بارے میں ان سے بہتر کوئی جواب دینے والا موجود ہوتا تو آپ مستفتی کو اس کے پاس جانے کا حکم دیتیں۔ چنانچہ ایک دفعہ موزوں (چمڑے کے موزے) پر مسح کرنے کے متعلق استفسار کیا گیا تو فرمایا کہ علیؓ سے جا کر پوچھو کیونکہ وہ اکثر سفروں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔

(مسند احمد صفحہ ۱۵۵ جلد ۲)

ساری رات کی عبادت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں سارا قرآن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی تھی آپ سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء پڑھا کرتے تھے۔ خوف والی آیت پر گزرتے تو

دعا مانگتے اور اللہ کی پناہ چاہتے اور بشارت والی آیت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور اس کا شوق ظاہر کرتے۔ (حیات الصحابہ ج ۳ ص ۱۱۲ بحوالہ اخرجہ احمد۔ ہیثمی ج ۲ ص ۲۷۴)

اللہ کے خاص نام کی حرص:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں پتہ چلا ہے کہ اللہ نے مجھے وہ نام بتا دیا ہے کہ جب اس نام کے وسیلہ سے اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ نام مجھے بھی سکھا دیں آپ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے سکھانا مناسب نہیں وہ فرماتی ہیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی پھر میں کھڑی ہوئی اور حضور ﷺ کے سر کا بوسہ لیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے وہ نام سکھا دیں حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہارے لئے مناسب نہیں کہ میں تمہیں سکھا دوں کیونکہ تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگو میں وہاں سے اٹھی اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰہَ وَ اَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنَ وَ اَدْعُوْکَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَ اَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ۔

''اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں تجھے رحمان کہہ کر پکارتی ہوں تجھے نیکوکار رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے تیرے ان تمام اچھے ناموں سے پکارتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو نہیں جانتی ہوں اور یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما دے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میری یہ دعا سن کر بہت ہنسے اور فرمایا تم نے جن ناموں سے اللہ کو پکارا ہے ان میں وہ خاص نام بھی شامل ہے۔ (حیات الصحابہ ج ۳ ص ۳۴۹ بحوالہ ابن ماجہ ص ۲۹۸)

حضرت جبرائیلؑ کو شکل انسانی میں دیکھنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے کسی شخص کی آواز سنی تو آپ جلدی سے اٹھے اور گھر کے باہر اس کے پاس گئے میں بھی دیکھنے کے لئے آپ کے پیچھے گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ترکی گھوڑے کی گردن کے بالوں پر سہارا لگائے کھڑا ہے جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو ایسے لگا کہ یہ حضرت دحیہ کلبیؓ ہیں۔ اور وہ پگڑی باندھے ہوئے ہیں جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا ہے جب حضور ﷺ میرے پاس اندر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ آپ بہت تیزی سے اٹھ کر باہر گئے تھے میں نے بھی باہر جا کر دیکھا تو وہ تو حضرت دحیہ کلبیؓ تھے (ان کی وجہ سے آپ کو اتنی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں تھی) حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں بنو قریظہ پر حملہ کرنے کیلئے چلوں۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۴۰۶ بحوالہ ابن سعد ج ۴ ص ۲۵۰)

علوم میں کامل دسترس:

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا میں آپ کے معاملہ میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے تعجب ہوتا ہے۔ آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی نظر آتی ہیں تو

میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے۔ آپ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہیں (آپ کو دین کی سب سے زیادہ سمجھ والا ہونا ہی چاہئے) آپ مجھے عرب کی لڑائیوں کو، ان کے سب ناموں کو ان کے اشعار کو جاننے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے۔ آپ کے والد (حضرت ابوبکرؓ) قریش کے بہت بڑے عالم تھے (لہٰذا ان کی بیٹی کو ایسا ہونا ہی چاہئے) لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ آپ طب بھی جانتی ہیں یہ آپ نے کہاں سے سیکھ لی؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر (پیار سے نام بدل کر) کہا اے عریہ! جب حضور ﷺ کی بیماریاں زیادہ ہو گئیں تو عرب وعجم کے اطباء ان کے پاس دوائیاں بھیجنے لگے اس طرح میں نے علم طب سیکھ لیا۔ احمد کی روایت میں یہ ہے کہ میں ان دوائیوں سے حضور ﷺ کا علاج کیا کرتی تھی یہاں سے میں نے طب سیکھی۔ (حضرت عروہؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے)۔ (حیات الصحابہ ج ۳ ص ۲۰۱ بحوالہ الہیثمی ج ۹ ص ۲۴۲)

قرأت سننے کا شغف:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات عشاء کے بعد حضور ﷺ کے پاس آنے میں مجھے دیر ہو گئی جب میں آپ کے پاس گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم کہاں تھیں؟ میں نے کہا آپؐ کے ایک صحابی مسجد میں قرآن پڑھ رہے تھے ہم اسے سن رہی تھیں۔ میں نے اس جیسی آواز اور اس جیسی قرأت آپ کے کسی صحابی کی نہیں سنی۔ آپؐ اپنی جگہ سے اٹھے (اور) آپؐ کے ساتھ میں بھی اٹھی اور جا کر آپؐ نے کچھ دیر وہ قرأت سنی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ (حضرت) ابو حذیفہ کے غلام سالم ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسے آدمی بنائے۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۱۱۸ بحوالہ حاکم ج ۳ ص ۲۲۵)

اطمینان قلبی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کبھی راتوں کو بیدار ہوتیں تو آپ کو پہلو میں نہ پا کر بے قرار ہو جاتیں۔ ایک دفعہ رات کو آنکھ کھلی تو آپ کو نہ پایا، چونکہ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے اس وجہ سے اندھیرے ہی میں ادھر ادھر ٹٹولنے لگیں۔ آخر ایک جگہ سرکار دو عالم ﷺ کا قدم مبارک ملا دیکھا کہ آپ سر بسجود مناجات الٰہی میں مصروف تھے تو تب کہیں آپ کو اطمینان ہوا۔

(موطاء مالک باب ماجاء فی الدعاء)

خوفِ جہنم سے رونا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہنم کو یاد کر کے رونے لگی حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس، جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو (نیک اعمال کی وجہ سے) ہلکا ہوگا یا (گناہوں کی وجہ سے) بھاری۔ دوسرے اعمال نامہ ملنے کے وقت۔ جسے دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھ لو یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں میں اور (سامنے سے ملے گا) یا پشت کے پیچھے سے۔ تیسرے پل صراط کے پاس۔ جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے۔ یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے

کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۴۲۷ بحوالہ اخرجہ الحاکم ج ۴ ص ۵۷۸)

جنسِ نسوانی پر حضرت عائشہؓ کا احسان:

سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن کا نام ام کلثوم تھا اور وہ عشرہ مبشرہ کے مشہور صحابی سیدنا طلحہؓ کے حبالہ عقد میں تھیں۔ جنگ جمل میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں۔ سیدنا طلحہؓ نے وہاں شہادت پائی۔ عام خیال کے مطابق انہیں زمانہ عدت جو کہ چار ماہ دس دن بنتے ہیں وہیں بسر کرنا چاہیے تھا۔

لیکن سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئیں راستہ میں مکہ معظمہ میں بھی ان کا قیام رہا لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا۔

ایوبؒ ایک تابعی تھے انہوں نے لوگوں کو جواب دیا کہ یہ گھر سے نکلنا نہیں ہے بلکہ یہ تو گھر کے اندر آنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسافرت سے ان کو وطن میں منتقل کر دیا ہے۔

فائدہ (یہ جواب بالکل صحیح تھا واقعات کی رو سے غور کرنا چاہیے۔ اگر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ کو واضح نہ کرتیں تو اس حالت میں بہت سی عورتوں کو کتنی مشکلات کا سامنا ہوتا)۔

(سیرت عائشہ ص ۲۴۴ بحوالہ طبقات ابن سعد جز نساء ص ۲۳۹)

عورتوں کے پردہ کی فکر:

عرب میں دامن کا اتنا بڑا رکھنا کہ زمین پر گھسٹتا ہوا چلے فخر اور عزت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غرور اور تکبر سے اپنا دامن گھسیٹ کر چلے گا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ایک بالشت نیچے لٹکائیں بولیں کہ اتنے میں تو پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ فرمایا تو پھر ایک ہاتھ نیچے کر لیں۔

(سیرت عائشہ ص ۲۴۰ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۷۵، ۱۴۳)

لباس میں سیدہ کا طریقہ:

حضرت کثیر بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں اپنا پھٹا ہوا کپڑا سی لوں (پھر تمہاری بات سنتی ہوں) میں نے کہا اے ام المومنین! اگر میں باہر جا کر لوگوں کو بتاؤں (کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اپنا پھٹا ہو کپڑا سی رہی ہیں) تو وہ سب آپ کے اس سینے کو کنجوسی شمار کریں (کہ آپ بڑی کنجوس ہیں اس لئے پھٹا ہوا کپڑا سی رہی ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو اپنا کام کر جو پرانا کپڑا نہیں پہنتا اسے نیا کپڑا پہننے کا کوئی حق نہیں (یہ جو دنیا میں پرانا نہیں پہنے گا اسے آخرت میں نیا کپڑا نہیں ملے گا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۹۸ بحوالہ بخاری فی الادب ص ۶۸)

پرانا کپڑا:

حضرت ابوسعیدؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اندر گیا (پردگی کا خیال کرتے ہوئے تو اسے بتایا گیا کہ) آپؓ اس وقت اپنا نقاب سی رہی ہیں۔ اس آدمی نے کہا اے ام المومنین! کیا اللہ تعالیٰ نے مال میں وسعت نہیں عطا فرما رکھی؟ تو انہوں نے فرمایا ارے میاں ہمیں ایسے ہی رہنے دو جس نے پرانا کپڑا نہیں پہنا اسے نیا پہننے کا کوئی حق نہیں۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۹۸ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۳۷)

حضور ﷺ کی محبوبیت کا شرف:

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا تم کس لئے پوچھ رہی ہو؟۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی تاکہ میں بھی اس سے محبت کروں جس سے آپ محبت کرتے ہیں، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: عائشہ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھا گیا کہ مردوں میں سے کون محبوب ہے تو فرمایا اس کا باپ ابوبکرؓ۔

فائدہ (اس روایت میں حضور ﷺ نے جس محبت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مجازی محبت ہے کیونکہ حقیقی محبت تو حضور ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ سے تھی اور یہ جواب حضور ﷺ نے سائل کے سوال کا منشا سمجھتے ہوئے عنایت فرمایا)۔

(المعجم الکبیر جلد ۲۳ ص ۴۳ ترمذی حدیث نمبر ۳۸۸۴)

تفاخر عائشہؓ کا اچھوتا پہلو:

حضور ﷺ کی وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ حاضر خدمت ہوئے۔ آپؐ اس وقت سیدہ عائشہؓ کے سینہ پر سر سے ٹیک لگا کر لیٹے ہوئے تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپؐ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئیں چنانچہ انہوں نے سیدنا عبدالرحمٰنؓ سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی۔ تو حضور ﷺ نے مسواک فرمائی۔ سیدہ عائشہؓ نہایت فخر سے فرمایا کرتی تھیں کہ تمام ازواج مطہرات میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپؐ نے منہ میں لگایا۔ (سیرت عائشہ ص ۸۸ بحوالہ بخاری حدیث نمبر ۳۱۰۰)

حضرت عائشہؓ کا تین باتوں کا عہد لینا:

ابن ابی السائبؒ تابعی مدینہ طیبہ کے واعظ تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا: تم مجھ سے تین باتوں کا عہد کرو۔ ورنہ تم سے باز پرس کروں گی۔ عرض کی ام المومنین! وہ کیا باتیں ہیں، تو فرمایا (۱) دعاؤں میں عبارتیں مسجع نہ کرو کیونکہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (۲) ہفتہ میں صرف ایک روز وعظ کہا کرو اگر یہ منظور نہ ہو تو دو دن اور اگر اس سے بھی زیادہ چاہو تو تین دن تاکہ کہیں لوگوں کو خدا کی کتاب سے اکتا نہ دو۔ (۳) اور ایسا نہ کیا کرو کہ لوگ جہاں بیٹھے ہوں آ کر بیٹھ جاؤ اور قطع کلام کر کے اپنا وعظ شروع کر دو بلکہ جب ان کی خواہش ہو اور وہ کہیں تب کرو۔

فائدہ (واعظین گرامی مجلس کے لئے نہایت مسجع دعائیں بنا بنا کر پڑھا کرتے تھے اور اپنے تقدس کے اظہار کیلئے موقع بے موقع ہر وقت وعظ کہنے کیلئے آمادہ رہتے تھے۔ اسی لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عہد لیا)۔

(سیرت عائشہ ص ۲۲۹ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۱۷)

دنیا و آخرت میں حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا تذکرہ فرمایا، تو میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! آپ فاطمہ کا ذکر تو فرما رہے ہیں اور میرے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو۔

(مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۰)

حج کے موقع پر رشد و ہدایت کرنا:

حج کے موسم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیام گاہ لاکھوں مسلمانوں کے قلوب کا مرکز بن جاتی تھی۔ عورتیں آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیتیں تھیں اور امام کی صورت میں آپ آگے آگے اور تمام عورتیں ان کے پیچھے پیچھے چلتیں۔ اسی درمیان میں ارشاد و ہدایت کے فرائض بھی انجام پاتے جاتے ایک مرتبہ ایک عورت کو دیکھا جس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے تھے۔ دیکھتے ہی سختی سے ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو، آقائے نامدارﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔

فائدہ (لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مرد و عورت کیلئے کسی بھی ایسی چیز کا استعمال جس پر کفار کا کوئی خاص نشان یا ایسے مخصوص الفاظ یا نعرہ جو مذہبی نقطہ نظر سے ان کے مذہب کی عکاسی کرتا ہو قطعاً حرام ہے)۔

(سیرت عائشہؓ ص ۲۳۱ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۲۵)

بغیر چادر نماز پڑھنے پر تنبیہ کرنا:

ایک مرتبہ ایک گھر میں مہمان اتریں، دیکھا کہ صاحب خانہ کی دو لڑکیاں جو اب جوان ہو چلی تھیں چادر اوڑھے بغیر نماز پڑھ رہی ہیں۔ تاکید فرمائی کہ آئندہ کوئی لڑکی چادر اوڑھے بغیر نماز نہ پڑھے۔ حضورﷺ نے یہی فرمایا ہے۔

(سیرت عائشہؓ ص ۲۳۱ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۹۶)

مصنوعی بال لگانے پر تنبیہ:

ایک دفعہ ایک عورت نے عرض کی کہ میری ایک بیٹی کی شادی ہوئی ہے

اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا دوسرے بال (مصنوعی) جوڑ دوں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضورﷺ نے بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(سیرت عائشہؓ ص۲۳۲ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۱۱)

سیدہ عائشہؓ کو ثالث مقرر کرنا:

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کے درمیان افطار کے وقت کے بارے میں اختلاف رائے ہو گیا۔

حضرت ابن مسعودؓ افطار کر کے فوراً ہی نماز مغرب ادا فرماتے تھے۔ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ دونوں میں تاخیر فرماتے تھے۔ لوگوں نے سیدہ عائشہؓ سے فیصلہ چاہا تو حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ ان دونوں میں تعجیل (جلدی) کون صاحب کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ابن مسعودؓ۔ فرمایا کہ حضورﷺ کی یہی عادت مبارکہ تھی۔ (سیرت عائشہ ص ۲۲۵ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۴۸)

فائدہ (اور احناف کا بھی یہی مسلک ہے)

اختلافی مسائل میں سیدہ عائشہؓ کا قولِ فیصل:

ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہؓ اور سیدنا ابن عباسؓ تشریف فرما تھے کہ مسئلہ یہ چل نکلا کہ اگر کوئی حاملہ عورت بیوہ ہو گئی اور چند روز کے بعد اس کو وضع حمل ہوا تو اس کی عدت کا زمانہ کس قدر ہوگا۔ (بیوگی کیلئے چار ماہ دس دن اور حاملہ کیلئے عدت کی مدت وضع حمل ہے) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان دونوں میں جو سب سے زیادہ مدت ہوگی وہ عدت کے اختتام کا زمانہ ہے (یعنی اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے بعد ہوا تو اختتام عدت وضع حمل کو مانا جائے گا ورنہ چار ماہ دس دن کو

اختتام عدت مانا جائے گا) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ وضع حمل (وقت پیدائش) تک عدت کا زمانہ ہے تو لوگوں نے سیدہ عائشہؓ (اور ام سلمہؓ) کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں نے عدت کا زمانہ وضع حمل تک بتایا اور دلیل میں سبیعہ صحابیہؓ کا واقعہ سنایا جن کو بیوگی کے تیسرے روز ولادت ہوئی تو اسی وقت ان کو دوسرے نکاح کی اجازت مل گئی۔ (احناف کا بھی یہی مسلک ہے)۔

(سیرت عائشہؓ ص ۲۲۶ بحوالہ مسند احمد)

سیدہ کا عقدہ کشائی کرنا:

کعبہ کی ایک طرف کی دیوار کے باہر کچھ جگہ نیم دائرہ کی شکل میں چھوٹی ہوئی ہے اس کو "حطیم" کہتے ہیں۔ طواف بیت اللہ میں حطیم بھی اندر داخل کر لیتے ہیں (یعنی طواف کرتے وقت حطیم اور کعبہ کے درمیان سے نہیں گزرتے) ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اس راز کی عقدہ کشائی حضور ﷺ سے چاہی ہو۔ لیکن کتب حدیث اس بارے میں خاموش ہیں۔ سوائے حضرت عائشہؓ کے کہ انہوں نے اس سوال کا جواب حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ فرماتی ہیں: میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ! یہ دیواریں (حطیم) بھی بیت اللہ میں داخل ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہ کر لیا؟ فرمایا تمہاری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا اس لئے اتنا کم کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے پھر پوچھا کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ فرمایا: یہ اس لئے تا کہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۹۹)

سیدہ عائشہؓ کا عظیم ایثار:

سیدنا عمرؓ کی خواہش تھی کہ میں حضورﷺ کے قدموں میں دفن ہوں لیکن کہہ اس لئے نہیں سکتے تھے کہ گو شرعاً مردوں سے زیر خاک پردہ نہیں تاہم ادباً دفن کے بعد بھی وہ اپنے کو غیر محرم سمجھتے تھے۔ نزع کے وقت اپنے صاحبزادہ سیدنا عبداللہؓ کو بھیجا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو میری طرف سے سلام کہنا اور عرض کرنا کہ عمر کی خواہش ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو۔ آپ نے جواب دیا اگرچہ میں نے وہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی لیکن عمرؓ کی خوشی کیلئے یہ ایثار کرتی ہوں۔ چنانچہ سیدنا عمرؓ کے انتقال کے بعد حجرہ عائشہؓ میں دفن کر دیا گیا اور اب اسی حجرہ میں خلافت کا دوسرا چاند بھی دفن ہے۔ (سیرت عائشہؓ ص ۹۳)

سانپ کے قتل پر فدیہ ادا کرنا:

ایک مرتبہ گھر میں سے ایک سانپ نکلا۔ اس کو مار ڈالا۔ کسی نے کہا کہ آپ نے غلطی کی ممکن ہے کہ یہ کوئی مسلمان جن ہو۔ فرمایا اگر یہ مسلمان ہوتا تو امہات المومنین کے حجروں میں نہ آتا۔ اس نے کہا آپ ستر پوشی کی حالت میں تھیں جب وہ آیا۔ یہ سن کر بہت متاثر ہوئیں اور اس کے فدیہ میں ایک غلام آزاد کیا۔ (سیرت عائشہؓ ص ۱۳۶ بحوالہ مسند احمد جلد ۶)

شریعت کی پابندی کو مقدم رکھنا:

واقعہ ایلاء میں جب آپؐ نے ایک مہینہ تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کا عہد فرمایا اور آپ ۲۹ روز تک بالاخانے پر تشریف فرما رہے۔ سیدہ عائشہؓ سمیت تمام ازواج مطہرات سخت بے قرار اور پریشان تھیں۔ اتفاق سے مہینہ

۲۹ دن کا تھا۔ اس وجہ سے آپ تیسویں روز بالا خانہ سے اتر کر سب سے پہلے سیدہ عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ ایسے خوشی کے موقع پر حضرت عائشہؓ کو سب کچھ گلدستہ نسیان بنا دینا چاہیے تھا۔ اور اس واقعہ کے بارے میں کچھ نہ کہنا چاہیے تھا لیکن حریم نبوت کی اس ملکہ اور مدرسہ نبوت کی اس متعلمہ نے ایک سوال کر دیا کیونکہ مزاج شناس نبوت نفس شریعت کی گرہ کشائی کو سب چیزوں سے مقدم سمجھتی تھیں۔ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ تک ہمارے حجروں میں نہ آنے کے لئے کہا تھا۔ آپ ایک روز پہلے کیونکر تشریف لے آئے؟ (کیونکہ ان کے ذہن میں مہینہ تیس دن کا تھا) آپ نے ارشاد فرمایا عائشہ! مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

فائدہ (اس قسم کے جو سوالات و مباحث حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں وہ دراصل آپ کی روزانہ تعلیم کے مختلف اسباق ہیں جو مدرسہ نبوت سے آپ لیتی تھیں۔ بعض دفعہ آپ ایسے موقعوں پر بھی سوال کر لیتی تھیں جب بظاہر نبوت کی برہمی اور آزردگی کا قوی اندیشہ ہوتا تھا لیکن آپؐ ان کے سوال پر برہم نہ ہوتے بلکہ ان کی علم و تحقیق کی پیاس کو جواب دے کر بجھانے کی کوشش فرماتے۔ اس سے کئی پیچیدہ مسائل کی گرہ کشائی ہوتی جس سے شریعت اسلامی میں کئی ابواب کا اضافہ ہوتا ہے)۔ (سیرت عائشہؓ ص ۳۱)

کنیت رکھنے کی تمنا:

عرب میں کنیت شرافت کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ہر مرد اور عورت اپنی کنیت ضرور رکھتا تھا۔ چونکہ سیدہ عائشہؓ اولاد کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہوئی تھیں اس وجہ سے ان کی کوئی کنیت نہیں تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ (جو کہ حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماءؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ

کے بھانجے تھے) پیدا ہوئے تو میں انہیں اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی۔ آپؐ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور یہ پہلی چیز تھی جو پیدائش کے بعد ان کے پیٹ میں گئی۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میری تمام سہیلیوں کی تو کنیتیں ہیں۔ آپ میری بھی کوئی کنیت مقرر فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو بھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام کی کنیت رکھ لے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی جو آپ کی وفات تک رہی۔

(سیرت عائشہ ص ۱۲۷ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷)

حضرت عائشہؓ کی احتیاط اور حضور ﷺ کی اجازت:

ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کے ایک رضاعی چچا ملنے کیلئے آئے لیکن سیدہؓ نے غیر محرم سمجھتے ہوئے ملنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ اگر میں نے دودھ پیا ہے تو عورت کا پیا ہے عورت کے دیور کا مجھ سے کیا تعلق۔ حضور ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے اس کو اندر بلا لو۔ (سیرت عائشہؓ ص ۳۰ بحوالہ بخاری جلد ۲ ص ۹۰۹)

عجیب سزا:

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ بیمار پڑیں۔ لوگوں نے کہا کسی نے ٹونکا کیا ہے۔ انہوں نے ایک لونڈی کو پوچھا کہ کیا تو نے ٹونکا کیا ہے۔ اس نے اقرار کیا، پوچھا کیوں؟ بولی تاکہ آپ جلد مر جائیں تو میں جلدی چھوٹوں، حکم دیا کہ اس کو کسی شریر کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اور اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر کے آزاد کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ گویا کہ ایک قسم کی سزا تھی، لیکن کتنی عجیب! (مستدرک حاکم کتاب

الطب) میں ہے کہ لونڈی کو سزا خلاف شریعت امر کے ارتکاب پر دی۔

(سیرت عائشہؓ ص ۱۴۷)

سیدہ کی برکت سے امت پر آسانی:

ایک سفر میں سیدہ عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ سیدہ عائشہؓ کے گلے میں ہار تھا۔ قافلہ واپس ہو کر جب مقام ذات الجیش پہنچا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ پہلے واقعہ سے حضرت عائشہؓ و تنبیہ ہو چکا تھا۔ لہذا فوراً حضور ﷺ کو مطلع کیا گیا صبح قریب تھی۔ حضور ﷺ نے قافلہ کو پڑاؤ کا حکم ارشاد فرمایا اور صحابہؓ کو اس کے ڈھونڈنے کو دوڑایا۔

اتفاق یہ کہ جہاں فوج نے پڑاؤ ڈالا وہاں مطلق پانی نہ تھا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر پریشانی کا اظہار کرنے لگے۔ سیدنا ابوبکرؓ سیدھے سیدہ عائشہؓ کے پاس آئے۔ دیکھا کہ حضور ﷺ ان کے زانو پر سر رکھے آرام فرما رہے ہیں۔ نہایت غصے سے فرمایا، ہر روز تم ہی سب کے لئے مصیبت کا باعث بنتی ہو۔ غصہ میں ان کے پہلو میں کئی کونچے بھی دیئے لیکن وہ حضور ﷺ کی تکلیف کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو حق تعالیٰ شانہٗ نے آیت تیمم نازل فرمائیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کرو۔ تیمم کی سہولت نازل ہونے سے سیدنا ابوبکرؓ کو خاص مسرت حاصل ہوئی اور حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہو کر تین بار کہا۔ انک لمبارکۃ. انک لمبارکۃ۔ بچی بلاشک تو بڑی مبارک ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تیمم کر کے نماز صبح ادا کی اور تمام صحابہ کرامؓ نے بے حد خوش ہوتے ہوئے کہا کہ یہ پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری برکت سے اور بھی بہت سی

آسمانوں سے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

(سیرت و تذکرہ [illegible] بحوالہ مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۷۲، ۳۲۷، ۲۰۱)

واقعہ افک:

شعبان سن ۵ ہجری میں سیدہ عائشہؓ کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس نے نہ صرف سیدہ عائشہؓ بلکہ حضورﷺ کی زندگی میں بھی ایک اضطراب پیدا کیا۔ اس واقعہ کو واقعہ افک کہتے ہیں۔

اور اس کی تفصیل بخاری اور دوسری کتابوں میں یوں ہے۔ شعبان سن ۵ ہجری میں سرکار دو عالمﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کے لئے رخت سفر باندھا۔ صحابہ کرامؓ کی ایک اچھی خاصی تعداد آپ کے ہم رکاب تھی۔ منافقوں کو قرائن و شواہد سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس غزوہ میں کوئی خونریز جنگ نہ ہوگی لہٰذا ان کی اچھی خاصی تعداد اسلامی فوج میں شامل ہو گئی۔ اس سے قبل منافق اتنی تعداد میں اسلامی فوج میں کبھی شامل نہ ہوئے تھے۔ اس سفر میں حضرت عائشہؓ آپ کے ہم رکاب تھیں۔ آپ نے چلتے وقت اپنی بڑی بہن حضرت اسماءؓ کا ایک ہار عاریتاً (ادھار) پہننے کیلئے لیا تھا۔ ہار کی لڑیاں اتنی کمزور تھیں کہ ٹوٹ جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا لہٰذا سیدہ عائشہؓ اپنے محمل میں سوار ہوتیں اور جب اتاری جاتیں تو محمل سمیت ہی اتاری جاتیں اور محمل پر پردے لٹکے رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ اس زمانہ میں نہایت دبلی پتلی تھیں۔ چنانچہ محمل اٹھانے میں ساربانوں (کجاوہ اٹھانے والے) کو کچھ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ سیدہ عائشہؓ اس میں سوار ہیں بھی یا نہیں۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر مدینہ کے قریب ایک مقام پر حضورﷺ نے قیام کرنے کا حکم دیا۔ رات کے پچھلے پہر قافلہ کو روانگی کا حکم دے دیا گیا لیکن

حضرت عائشہؓ کو روانگی کا علم نہ ہو سکا۔ قافلہ کے کوچ کرنے سے کچھ دیر قبل حضرت عائشہؓ محمل سے نکل کر قضاء حاجت کیلئے قافلہ سے ذرا دور نکل کر باہر آڑ میں چلی گئیں۔ فارغ ہو کر جب لوٹیں تو اتفاق سے گلے پر ہاتھ پڑ گیا دیکھ تو ہار نہ تھا بہت گھبرائیں اور واپس جا کر ہار ڈھونڈنے لگیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ہار وہیں ٹوٹ گیا تھا اور اس کے دانوں کو اکٹھا کرنے میں دیر ہوگئی۔ ان کا خیال تھا کہ میں جلدی واپس لوٹ آؤں گی۔ اس وجہ سے نہ کسی کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور نہ آدمیوں کو اپنے انتظار کا حکم دے کر گئیں تھیں۔ قافلہ چونکہ کوچ (روانگی) کیلئے تیار تھا۔ اس وجہ سے ساربانوں نے یہ سمجھ کر کہ سیدہؓ محمل میں تشریف فرما ہیں محمل کو اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ لوگوں کو محمل اونٹ پر رکھتے ہوئے اس کے ہلکے ہونے کا کچھ احساس بھی نہ ہوا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا۔

جب ہار لے کر لشکر کے قیام کی جگہ پر واپس آئیں تو وہاں بالکل سناٹا تھا اور لشکر جا چکا تھا۔ بہت پریشان ہوئیں لیکن فوراً ہی مزید پریشان ہوئے بغیر عقل مندی کا ثبوت دیا یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر مجھے نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کیلئے آدمی روانہ فرمائیں گے اسی جگہ چادر اوڑھ کر پڑ رہیں اور سو گئیں۔

سیدنا صفوان بن معطل سلمیؓ ایک صحابی تھے جو ساقہ (Rear Guard) یعنی سپاہیوں اور فوج کی گری پڑی چیزوں کے انتظام کے لئے لشکر کے پیچھے رہتے تھے۔ صبح کو جب وہ لشکر کے سابقہ پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی انا للّٰہ پڑھا سیدہؓ کی ان کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ فوراً چادر سے منہ ڈھانپ لیا۔

سیدہ خود فرماتی ہیں: بخدا! صفوان نے مجھ سے بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے انا للہ کے میں نے کوئی کلمہ سنا۔ (غالباً سیدنا صفوانؓ نے باآواز بلند اسی لئے انا للہ کہا تاکہ سیدہ بیدار ہو جائیں اور خطاب وکلام کی نوبت نہ آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا) سیدنا صفوانؓ نے اپنا اونٹ لاکر سیدہ عائشہؓ کے قریب بٹھلا دیا (محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ صفوانؓ اونٹ سامنے کر کے خود پشت پھیر کر پیچھے ہٹ گئے)۔

سیدہؓ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ اور صفوانؓ مہار پکڑ کر اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے اور عین دوپہر کے وقت لشکر اسلامی میں جا پہنچے۔ یہ ایک معمولی واقعہ تھا لیکن منافقین نے اس پر بڑے بڑے حواشی چڑھائے، واہی تباہی بکیں اور یہ مشہور کیا کہ نعوذ باللہ اب وہ پاک دامن نہیں رہیں۔ گویا کہ عیسائیوں میں سیدہ مریم علیہ السلام پر جو کچھ گزری اسلام میں اسی کا اعادہ بڑے زور وشور سے ہوا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر سیدہ عائشہؓ بیمار ہو گئیں۔ ایک مہینہ بیماری میں گزرا لیکن منافقین نے اس عرصہ میں اس خبر کو خوب ہوا دی۔ نیک دل مسلمانوں نے تو اس افواہ کو سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا سبحان الله هذا بهتان عظيم۔ (سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے)۔ سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے اپنی اہلیہ سے کہا ام ایوب! اگر تم سے کوئی یہ کہتا تو کیا تم مان لیتیں؟ وہ بولیں "استغفر اللہ! کیا کسی شریف کا یہ کام ہے؟۔ تو سیدنا ابو ایوبؓ نے فرمایا۔ سیدہ عائشہؓ تو تم سے کہیں زیادہ شریف ہیں کیا ان سے ایسا ہو سکتا ہے؟۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کے علاوہ تین مسلمان بھی اس سازش میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت حمنہ بنت جحشؓ اور حضرت مسطح بن اثاثہؓ۔ حالانکہ ان مسلمانوں میں اول الذکر دو حضرات اس سفر

میں شریک نہ تھے۔

سیدنا حسان بن ثابتؓ کو معاذ اللہ واقعہ کی صحت سے بحث نہ تھی۔ بلکہ ان کو صفوانؓ کی بدنامی پر مسرت تھی ان کو ملال تھا کہ بیرونی لوگ ہمارے ہاں آ کر زیادہ معزز کیوں بن گئے چنانچہ ایک قصیدہ میں انہوں نے ان جذبات کا اظہار بھی کیا ہے:۔

امسی الجلابیب قد عزوا و قد کثروا
ابن الفریعة امسی بیضته البلد
اس قدر معزز ہو گئے اور اتنے بڑھ گئے
اور فریعۃ کا بیٹا (حسان) اتنا ذلیل ہو گیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر افک)

حضرت حمنہ بنت جحشؓ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحشؓ کی بہن تھیں۔ وہ سمجھیں کہ اس طرح وہ سیدہ عائشہؓ کے دامن کو بدنما کر کے اپنی بہن کو بڑھنے کا موقع دلائیں گی۔ حضرت مسطحؓ سے البتہ تعجب ہے کیونکہ وہ سیدنا ابوبکرؓ کے قریبی عزیز تھے۔ یعنی ان کی والدہ سیدنا ابوبکرؓ کی خالہ زاد بہن تھیں اور مسطح رشتہ میں ان کے بھانجے تھے اور سیدہ عائشہؓ ماموں زاد بہن تھیں۔

حضرت عائشہؓ کے خلاف مدینہ میں جو طوفان اٹھایا گیا تھا۔ ان کو اس کا مطلق علم نہ تھا کیونکہ وہ مدینہ پہنچتے ہی بیمار ہو گئیں تھیں اور بیماری کی طوالت ایک ماہ تک رہی۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ کے اس تلطف اور مہربانی میں کمی آجانے کی وجہ سے دل میں خلجان اور تردد تھا۔ کہ کیا بات ہے کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے نہیں بلکہ دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ سیدہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کی اس بے التفاتی سے میری تکلیف میں اور

اضافہ ہوتا تھا۔ لیکن اس بے التفاتی کی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی۔ ایک دن میں اور ام مسطحؓ قضاء حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلیں۔ عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے۔ راستہ میں ام مسطحؓ کو کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو بددعا دی۔ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: ایسے شخص کو کیوں برا بھلا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا۔ ام مسطحؓ نے کہا کیا تم کو اس قصہ کی خبر نہیں؟ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کیا قصہ ہے؟ اُمّ مسطحؓ نے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور سنتے ہی لرزہ سے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ اور اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ کسی کنویں میں جا کر اپنے آپ کو گرا دوں۔ صدمہ اور بدحواسی کی وجہ سے اپنی ضرورت بھول گئیں اور بغیر قضائے حاجت کے راستہ ہی سے واپس آ گئیں۔ جب حضورﷺ گھر تشریف لائے تو آپ سے میں نے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ان کے ذریعے سے اس واقعہ کی تحقیق کروں۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں آ گئی۔ میکہ میں آ کر میں نے اپنی ماں سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں؟ ماں نے کہا: بیٹی تو رنج نہ کر یہ دنیا والوں کا قاعدہ اور دستور ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حسد کرنے والے اس کے ضرر کے درپے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں کو اور میرے والد اور حضورﷺ کو اس بات کا علم ہے؟ وہ بولیں ہاں، تو میں نے کہا اے ماں! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچا ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہ کیا یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو اُبل پڑے اور شدت غم سے چیخیں نکل گئیں۔ سیدنا ابوبکرؓ بالاخانہ میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا۔

ماں نے کہا کہ اس کو اس قصہ کی خبر ہو گئی ہے یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے۔ تمام رات آنسو بہاتے گزری۔

اسی طرح صبح ہو گئی گو سیدہ عائشہؓ کی بے گناہی اور پاک دامنی مسلم تھی لیکن شریر لوگوں کے اس الزام سے آپؐ نہایت مضطرب تھے۔ ادھر نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علیؓ اور سیدنا اسامہؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ آپ کے اہل میں سے ہیں جو آپکی شایان شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عفت و عصمت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے حرم محترم کی طہارت و نزاہت سورج سے زیادہ عیاں ہے اور شبنم سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے؟ سیدنا علیؓ سے جب آپؐ نے پوچھا تو انہوں نے حضور ﷺ کے رنج وغم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا۔

یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ عورتیں ان کے سوا بہت ہیں۔ آپ مجبور نہیں مفارقت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی باندی اور خادمہ سے تحقیق فرمالیں اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت اوروں کے خانگی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں۔

حضور ﷺ نے سیدنا علیؓ کے مشورہ کے مطابق خادمہ بریرہؓ کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ بریرہؓ نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اسے چھپانا نہیں بریرہؓ نے عرض کیا کہ میں ہرگز نہیں چھپاؤں گی۔ آپ دریافت فرمائیں۔

آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے عائشہؓ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے؟ اور اے بریرہ! اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئے ایسی دیکھی ہو جس سے مجھ کو شبہ اور

تردد ہو تو بتلا دے۔ بریرہؓ نے جواب میں عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہؓ کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہے۔ آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری کا بچہ آکر اسے کھا جاتا ہے۔ یعنی وہ تو اس قدر بے خبر ہے وہ دنیا کی چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت بریرہؓ کا یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اول خدا کی حمد و ثنا کی اور بعدازاں عبداللہ بن ابی کی خباثت کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا:۔

مسلمانو! کون ہے جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذاء پہنچائی ہے۔ بخدا! میں نے اپنے اہل بیت سے سوائے نیکی اور پاکدامنی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور علیٰ ھذا القیاس جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سیدنا سعد بن معاذؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہؐ! میں آپ کی اعانت کیلئے حاضر ہوں۔ اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر قبیلہ خزرج کا ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیل کریں گے۔

قبیلہ خزرج کے سردار سیدنا سعد بن عبادہؓ کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذؓ ہم پر تعریض کر رہے ہیں کہ اہل افک قبیلہ خزرج سے ہیں۔ اس لئے ان کو جوش آگیا (جیسا کہ محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے) اور سیدنا سعد بن معاذؓ کو مخاطب کر کے کہا "بخدا! تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے یعنی اگر ہمارے قبیلے کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ (جس کی وجہ سے آپس میں کچھ بات بڑھنے لگی لیکن) سرکار دو عالم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور لوگوں کو

خاموش کیا۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ دن بھی میرا روتے ہوئے گزرا۔ رات بھی اسی طرح گزری۔ جب صبح ہوئی تو میرے والدین بالکل میرے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ اور میں برابر روئے جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت آ گئی، مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گئے۔ اس واقعہ کے بعد سے آج تک کبھی میرے پاس آ کر نہیں بیٹھے تھے۔ تشریف فرما ہو کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثناء کی اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:۔

عائشہ! مجھ کو تیری جانب سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو اس جرم سے بری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھ کو ضرور بری کرے گا۔ اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کر۔ اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنی یہ بات ختم کی تو اسی وقت میرے آنسو خشک ہو گئے اور ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا۔ دل نے اپنی برأت کے یقین کی بناء پر اطمینان محسوس کیا اور بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ اور اس وقت قلب کو یقین کامل اور جذب تام تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری بریت فرمائیں گے۔ لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی اور میری ان الفاظ میں برأت کی جائے گی جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔

صرف یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ خواب میری برأت بتلا دی

جائے گی اور اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

اب وقت آگیا تھا کہ عالم غیب کی زبان گویا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضورﷺ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ دفعۃً وحی کے آثار نمودار ہوئے۔ باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرات ٹپکنے لگے۔

(محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ) سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا بخدا! میں بالکل نہیں گھبرائی حالانکہ میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کی جان نہ نکل جائے سیدنا ابوبکرؓ کا حال یہ تھا کہ کبھی سرکار دو عالمﷺ کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف جب رسول اللہﷺ کی طرف دیکھتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ مبادا وحی اس کے مطابق نہ نازل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں جو پھر قیامت تک نہیں ٹل سکے گا۔ اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی۔ ماسوا سیدہ عائشہؓ کے سارا گھر اسی خوف و رجاء اور امید و بیم کی کشمکش میں تھا کہ وحی کا نزول ختم ہوا اور چہرہ انور پر مسرت و بشاشت کے آثار نمودار ہوئے۔ مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منور کے پسینہ کو پونچھتے ہوئے سیدہ عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پہلا کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

عائشہ! تجھے مبارک ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل کی ہے قرآن کی صورت میں۔ میری والدہ نے کہا عائشہ! اٹھو اور اپنے خاوند کا شکر ادا کرو۔ سیدہ عائشہؓ نے ناز کے ساتھ جواب دیا: میں صرف اپنے خدا کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل فرمائی میں کسی اور کی ممنون نہیں۔ (سیدہ عائشہؓ کا اس حالت میں شکر نبوی سے انکار کرنا ناز محبوبی کے مقام سے تھا اور ناز کی

حقیقت یہ ہے کہ دل جس شئے سے لبریز ہو زبان سے اس کے خلاف اظہار ہو۔ ظاہر میں یہ ایک ناز تھا لیکن صد ہزار نیاز اس میں مستور تھا)۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

"تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں ایک جماعت ہے۔ تم اس کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے لئے خیر ہے۔ ہر شخص کیلئے گناہ کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس نے کمایا اور (جو) اس طوفان کے بڑے حصے کا متولی بنا ہے اس کیلئے بڑا عذاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لئے نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ۔ پس جب کہ یہ لوگ گواہ نہ لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا۔ جب کہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر لانا ہی زیبا نہیں۔ تم کو یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ سبحان اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے اگر تم ایمان والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے۔ تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور

رحمت نہ ہوتی (تو نہ معلوم کیا مصیبت آتی) اور بے شک اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے۔ (پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۱۱ تا ۲۰)

رسول اللہ ﷺ جب ان آیات برأت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی عفت مآب کی عصمت و طہارت پر حق تعالیٰ شانہ کی شہادت کو سن لیا تو آپ نے اسی وقت اٹھ کر اپنی بیٹی سیدہ عائشہؓ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ سیدہ عائشہؓ نے کہا ابا جان پہلے سے آپ نے مجھ کو کیوں نہ بے قصور سمجھا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کون سی زمین مجھ کو اٹھائے اور تھامے جب کہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

بعدازاں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور مجمع عام میں حضرت عائشہؓ کی برأت میں نازل شدہ آیات کی تلاوت فرمائی۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ فتنہ اصل میں منافقین نے شروع کیا تھا لیکن تین پکے مسلمان اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے منافقین کے دھوکہ میں آگئے تھے ان پر حد قذف جاری کی گئی یعنی اسی اسی دُرّے مارے گئے اور وہ اپنی غلطی سے تائب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو معاف فرما دیا جیسا کہ آیات سے مترشح ہے۔

اور عبداللہ بن ابی کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں دی گئی اس لئے کہ وہ منافق تھا۔ لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی حد جاری کی گئی۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری جلد ۸ ص ۳۶۶۔ روح المعانی جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۹)

فائدہ (جو آیات ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کے بارے میں نازل ہوئیں ان میں ان کی فضیلت و منقبت ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بہتان سے بری فرمایا اور انہیں طیبہ فرمایا اور مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا جس سے ان

کی مغفرت کا قطعی اور یقینی ہونا معلوم ہوا۔ لہٰذا اب جو اس شبنم کی طرح پاکیزہ صفت خاتون پر (جس کی پاکیزگی کی گواہی خود رب العالمین نے دی) تہمت لگائے وہ قرآن حکیم کا صریح مکذب اور منکر ہونے کی وجہ سے بالاجماع دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (ملاحظہ ہو الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

اور نزول وحی میں جو ایک ماہ تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ سیدہ عائشہؓ کے مقام عبودیت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ و زاری اور عاجزانہ بے تابی و اضطراری اور بارگاہ ذوالجلال میں فقیرانہ تذلل اور تمسکن اور مضطربانہ تضرع اور ابتہال حد کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے۔ اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسن ظن رکھنے والوں کے قلوب وحی الٰہی کے انتظار میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ نے باران وحی سے اپنے محبوب اور مخلص بندوں کے مردہ دلوں کو حیات بخشی اور صدیقہؓ بنت صدیقؓ کو برأت و نزاہت کے بیش بہا خلعت سے سرفراز فرمایا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص یعنی فرد واحد کے معاملے کو اتنا شرح و بسط سے بیان نہیں فرمایا جتنا حضرت عائشہؓ کے معاملے کو طوالت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اسی لئے راقم الحروف نے بھی اس واقعہ کو تفصیلاً ذکر کیا تاکہ اولاً حصول برکت کیلئے قرآن کریم سے مشابہت ہو جائے اور ثانیاً اس واقعہ سے منسلک جتنے بڑے بڑے حالات و واقعات ہیں وہ بھی قاری کے سامنے آجائیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے واقعہ افک کے فوائد و لطائف کو اپنی کتاب فتح الباری جلد ۸ ص ۳۶۷۔۳۷۱ پر بسط و شرح سے بیان کیا ہے)۔

ام المؤمنین

حضرت حفصہؓ

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع والدہ کا نام:

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ دختر زینب بنت مظعون۔

والد کا نام اور خاندان:

فاروقِ اعظم حضرت عمر فاروقؓ۔ قریشی اولادِ کعب۔

پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

حضور ﷺ سے پہلے حضرت حسین بن حذافہؓ سے نکاح ہوا تھا جنہوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ ہجرت کی پھر جنگ اُحد میں شریک ہو کر زخمی ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

شعبان سن ۳ ہجری حضور ﷺ کی عمر ۵۵ سال ۶ ماہ اور حضرت حفصہؓ کی عمر تقریباً ۲۲ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۸ سال۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

جمادی الاولیٰ سن ۴۱ ہجری بعمر ۶۰ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(تاریخ اسلام ص ۴۱-۴۲)

گوشہ نشینی سے نقصان:

حضرت حفصہؓ کو اختلاف امت سے شدید نفرت تھی۔ جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو فتنہ سمجھ کر گوشہ نشین ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ قاتلان عثمانؓ سے قصاص لینے کے سلسلے میں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی گفتگو منافقین کے ہنگامے کی نذر ہوگئی تھی۔ ایک دن وہ اپنی بہن حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ دیکھ رہی ہیں لوگوں کا کیا حال ہے۔ لیکن سیدہ حفصہؓ نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک ہونا چاہئے۔ کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہوگا اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے ان میں اختلاف نہ ہو جائے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۳۲ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

رفاقت نبی ﷺ کی خواہش:

ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں چلی جا رہی تھیں۔ رات کے وقت حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے قریب چلتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ اس بات پر رضامند ہوگئیں۔ دونوں نے اپنے اونٹ تبدیل کر لئے۔ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ اس اونٹ کے قریب چلتے رہے جس پر سیدہ حفصہؓ سوار تھیں۔ اس طرح سیدہ حفصہؓ کی یہ خواہش پوری ہوگئی۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۳۱ مؤلفہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

اعمال کی برکت:

حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے سیدہ حفصہؓ کو طلاق دے دی۔ (طلاق رجعی یعنی جس طلاق میں رجوع ہو سکے) اسی اثناء میں ان کے دو ماموں حضرت قدامہ بن مظعونؓ اور حضرت عثمان بن مظعونؓ ان کے پاس آئے۔ دیکھا کہ سیدہ حفصہؓ رو رہی ہیں اور فرما رہی ہیں کہ خدا کی قسم حضور ﷺ نے مجھے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی (کچھ دیر میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ حفصہؓ کی طلاق سے رجوع فرما لیجئے۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی اور پرہیزگار ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

فائدہ (سیدہ حفصہؓ کا مرتبہ اور منزلت کا اندازہ لگائیں کہ پیغمبر ﷺ اگر کسی بشری تقاضے کے تحت انہیں طلاق دیتے ہیں تو جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آتے ہیں اور حضور ﷺ سے اس طلاق کو رجوع کراتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ صرف دنیا ہی میں آپ کی بیوی نہیں بلکہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوگی)۔

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۸۴)

جائیداد کو وقف کرنا:

سیدہ حفصہؓ نے وفات کے وقت اپنے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کو وصیت فرمائی اور غابہ میں اپنی جائیداد جو سیدنا عمرؓ ان کو دے گئے تھے اس کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔ (غابہ مدینہ منورہ میں ایک مشہور جگہ ہے) (عیون الاثر جلد ۲ ص ۳۹۲)

نفلی روزہ اور قضاء:

ایک دفعہ سیدہ عائشہؓ اور سیدہ حفصہؓ نے نفلی روزہ رکھا۔ تو کسی نے ہدیہ کے طور پر کھانا بھیجا تو انہوں نے اس کھانے کو کھا کر روزہ افطار کر لیا (یعنی روزہ باقی نہ رکھا) پھر کچھ دیر کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ حفصہؓ جلدی سے بول پڑیں کہ یا رسول اللہ! میرا اور عائشہؓ کا نفلی روزہ تھا ہمیں کچھ کھانا ہدیہ کے طور پر آیا اور ہم نے اس پر روزہ افطار کر لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی جگہ پر ایک اور دن کا روزہ رکھ لو۔ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت حفصہؓ مجھ پر کلام میں سبقت لے گئی اور یہ کیوں نہ ہوتا آخر وہ اپنے باپ عمر فاروقؓ کی بیٹی تھی۔

فائدہ (امام ابو حنیفہؒ اس حدیث کی وجہ سے نفل کو بلا سبب توڑنا جائز نہیں سمجھتے اور وجوب قضاء کا حکم لگاتے ہیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔ یہی امام مالکؒ کا مسلک ہے۔ باقی ائمہ کرام وجوب قضاء کے قائل نہیں اور سیدہ عائشہؓ کا یہ ارشاد کہ ''حفصہؓ جلدی سے بول پڑیں اور وہ اپنے باپ عمرؓ کی بیٹی تھیں'' اس میں سیدہ حفصہؓ کی تعریف ہے کہ وہ بات کرنے میں، اور سوال پوچھنے اور دینی مسائل دریافت کرنے میں جری تھیں)۔ (فتح الباری جلد ۴ ص ۲۵۰)

دجال کا خوف:

سیدہ حفصہؓ دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ مدینہ میں ایک شخص ابن صیاد نامی تھا اس میں دجال کی بہت سی علامات پائی جاتی تھیں۔ ایک دن حضرت ابن عمرؓ سے اس کی سرِ راہ ملاقات ہو گئی۔ حضرت ابن عمرؓ چونکہ ایک زاہد آدمی تھے۔ لہٰذا انہیں اس کی صورت تک دیکھنا گوارا نہ تھا۔ آپ نے ابن صیاد کو بہت سخت سست کہا۔ اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کو مارنا

شروع کر دیا۔ سیدہ حفصہؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو بولیں تمہیں اس سے کیا غرض۔ اسے چھوڑ دو، تمہیں پتہ نہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرک (سبب) اس کا غصہ ہوگا۔ (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۳)

علم کا شوق:

سیدہ حفصہؓ کو علم کے سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اسی شوق کا اثر تھا کہ سرکار دو عالمﷺ کو ان کی تعلیم کی بہت فکر رہتی تھی۔ سیدہ شفاء بنت عبداللہؓ کو چیونٹی کے کاٹے کا دم آتا تھا۔ ایک روز وہ بیت نبوت میں آئیں تو رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حفصہؓ کو وہ دم سکھا دو۔ (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۶)

تفقہ فی الدین کا ملکہ:

سیدہ حفصہؓ کو دین میں تفقہ کا بھی ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ مختلف آیات سے مختلف نکات نکالتی رہتیں۔ ایک دفعہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر اور اصحاب حدیبیہ جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔ سیدہ حفصہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِنْ مِنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا"

"تم میں سے ہر شخص جہنم میں وارد ہوگا"

تو آپؐ نے سیدہ حفصہؓ کے جواب میں فرمایا۔ ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیا

"پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے"

(مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۵)

دارِ حفصہؓ میں حضور ﷺ کا بستر:

حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور ﷺ کا بستر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا بستر ایک ٹاٹ تھا جسے ہم دوہرا کر کے بچھاتے تھے اس پر حضور ﷺ آرام فرماتے، ایک رات میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں اسے چوہرا کر کے بچھاؤں تو زیادہ نرم ہو جائے گا چنانچہ اس رات ہم نے اسے چوہرا کر کے بچھا دیا صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات تم نے میرے لئے کیا بچھا دیا تھا؟ تو ہم نے کہا کہ آپ کا وہی بستر تھا بس آج ہم نے اسے چوہرا کر کے بچھایا تھا خیال تھا کہ اس طرح آپ کا بستر زیادہ نرم ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے پہلی حالت پر کر دو کیونکہ اس کی نرمی نے آج رات مجھے نماز سے روک دیا (یا تو اٹھ ہی نہ سکا یا دیر سے اٹھا)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۹۱ بحوالہ ابن سعد ج ا ص ۳۶۵)

ام المومنین

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

﴿اُمّ المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع لقب:

ام المومنین حضرت زینبؓ لقب اُمّ المساکین۔

والد کا نام اور خاندان:

خزیمہ۔ قریشی از اولاد بنو ہلال بن عامر۔

حضور ﷺ سے پہلے کتنے نکاح ہوئے؟:

حضور ﷺ سے پہلے تین نکاح ہوئے تھے۔ (۱) طفیل سے (۲) عبیدہ سے دونوں حضور ﷺ کے بڑے چچا حارث کے بیٹے تھے۔ (۳) عبداللہ بن جحشؓ سے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۳ ہجری حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۵ سال اور حضرت زینبؓ کی عمر تقریباً ۳۰ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

دو ماہ یا تین ماہ۔

وفات کب اور کہاں پائی ؟:

سن ۳ ہجری مدینہ طیبہ میں بعمر ۳۰ سال۔ (تاریخ اسلام ص ۴۲)

ام المساکین کی وجہ تسمیہ:

حضرت زینب بنت خزیمہؓ چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔

حضور ﷺ سے نکاح اور وفات:

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح فرما لیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دو تین ماہ رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ برس کی تھی۔

(سیر الصحابہ ج ۶ ص ۵۵ بحوالہ الاصابہ ج ۸ ص ۹۴، ۹۵)

ام المؤمنین

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

﴿اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع کنیت:

اصل نام ہندؓ اور کنیت ام سلمہؓ۔

والد کا نام اور خاندان:

ابی امیہ عرف زادہ الراکب (سوار کو زادِ راہ دینے والا)۔ قریشی از بنی مخزوم۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

حضور ﷺ سے پہلے حضرت عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی سے نکاح ہوا تھا جو حضور ﷺ کی پھوپھی برہ کے صاحبزادے تھے اور حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۴ ہجری یا ۸ جمادی الثانی سن ۵ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۶ سال اور حضرت ام سلمہ کی عمر ۲۴ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

سات سال ۹ ماہ یا سات برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ سن ۵۹ ہجری یا ۶۰ ہجری میں بعمر ۸۴ سال کہا گیا ہے کہ ازواج میں

سب کے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ (تاریخ اسلام ص ۴۲-۴۳)

دوہری تکالیف اور ہجرت مدینہ:

حضرت امّ سلمہؓ فرماتی ہیں جب (میرے خاوند) حضرت ابوسلمہؓ نے مدینہ جانے کا پختہ ارادہ کرلیا تو انہوں نے میرے لئے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا پھر مجھے اس پر سوار کرایا اور میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو میری گود میں میرے ساتھ بٹھا دیا۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو آگے سے پکڑ کر مجھے لے چلے۔ جب (میرے قبیلہ) بنومغیرہ کے آدمیوں نے ان کو (یوں جاتے) دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا تمہاری جان پر ہمارا زور نہیں چلتا (اپنے بارے میں تم اپنی مرضی کرتے ہو ہماری نہیں مانتے) لیکن ہم اپنی اس لڑکی کو کیسے تم پر چھوڑ دیں کہ تم اسے دنیا بھر میں لئے پھرو۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میرے قبیلے والوں نے یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل حضرت ابوسلمہؓ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے چھڑا کر لے گئے۔ اس پر حضرت ابوسلمہؓ کے قبیلہ بنوعبدالاسد کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ جب تم نے اپنی لڑکی (ام سلمہ) ہمارے آدمی (ابوسلمہ) سے چھین لی ہے تو ہم اپنا بیٹا (سلمہ) تمہاری لڑکی کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ تو میرے بیٹے (سلمہ) پر ان کی آپس میں کھینچا تانی شروع ہوگئی۔

یہاں تک کہ انہوں نے اس کا بازو اتار دیا۔ اور بنوعبدالاسد اسے لے کر چلے گئے۔ مجھے بنومغیرہ نے اپنے ہاں روک لیا اور میرے خاوند ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔ اس طرح میں، میرا بیٹا اور میرا خاوند ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں ہر صبح باہر ابطح میدان میں جا کر بیٹھ جاتی اور شام تک وہاں روتی رہتی تھی۔ یوں تقریباً سال گزر گیا۔ یہاں تک کہ ایک دن قبیلہ بنومغیرہ کا ایک آدمی

میرے پاس سے گزرا۔ وہ میرا چچا زاد بھائی تھا۔ میری حالت دیکھ کر اسے مجھ پر ترس آگیا تو اس نے بنومغیرہ سے کہا کیا تم اس مسکین عورت کو جانے نہیں دیتے؟

تم لوگوں نے اسے اور اس کے خاوند اور اس کے بیٹے تینوں کو الگ الگ کر رکھا ہے۔ اس پر بنومغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم چاہتی ہو تو اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ۔

فرماتی ہیں کہ اس پر بنوعبدالاسد نے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا پھر میں نے اپنے بیٹے کو اپنی گود میں بٹھا لیا پھر میں مدینہ اپنے خاوند کے پاس جانے کے ارادے سے چل پڑی۔ اور میرے ساتھ اللہ کا کوئی بندہ نہیں تھا۔ جب میں تَنْعِیْم پہنچی تو مجھے وہاں بنوعبدالدار کے حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہؓ ملے (یہ اس وقت مسلمان نہ تھے) انہوں نے کہا اے بنت ابی امیہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا اللہ اور میرے اس بیٹے کے علاوہ کوئی میرے ساتھ نہیں ہے۔

وہ کہنے لگے اللہ کی قسم! تمہیں تو (یوں اکیلا) نہیں چھوڑا جا سکتا چنانچہ انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور میرے ساتھ چل دیے اور میرے اونٹ کو خوب تیز چلایا۔ اللہ کی قسم! میں عرب کے کسی ایسے آدمی کے ساتھ نہیں رہی جو ان سے زیادہ شریف اور عمدہ اخلاق والا ہو۔ جب وہ منزل پر پہنچتے تو میرے اونٹ کو بٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے اور جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو میرے اونٹ کو لے کر پیچھے چلے جاتے اور اس کا کجاوہ اتار کر اسے کسی درخت سے باندھ دیتے۔ پھر ایک طرف کو کسی درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتے۔ جب چلنے کا وقت قریب آتا تو میرے اونٹ پر کجاوہ باندھ کر آگے میرے پاس لا کر اسے بٹھا دیتے اور خود پیچھے

جاتے اور مجھ سے کہتے اس پر سوار ہو جاؤ۔

اور جب میں سوار ہو کر اپنے اونٹ پر ٹھیک طرح بیٹھ جاتی تو اگلی منزل تک میرے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑ کر چلتے رہتے۔ انہوں نے سارے سفر میں میرے ساتھ یہی معمول رکھا یہاں تک کہ مجھے مدینہ پہنچا دیا۔

جب قباء میں بنو عمرو بن عوف کی آبادی پر ان کی نظر پڑی تو مجھ سے کہا تمہارا خاوند اس بستی میں ہے۔ تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ اللہ تمہیں برکت دے۔ اور حضرت ابو سلمہؓ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے وہ (عثمان بن طلحہ) مکہ واپس چلے گئے۔

حضرت ام سلمہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ابو سلمہ کے گھرانے نے جتنی مصیبتیں برداشت کی ہیں میرے خیال میں اور کسی گھرانے نے اتنی مصیبتیں نہیں برداشت کی ہیں۔ اور میں نے حضرت عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف اور عمدہ اخلاق والا رفیق سفر نہیں دیکھا۔

(اور یہ حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدریؓ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اکٹھے ہجرت کی)۔

(حیات الصحابہ ج ۱ ص ۴۵۷ بحوالہ البدایہ ج ۳ ص ۱۶۹)

مصیبت پر اجر اور اس کا یقین:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن (میرے خاوند) حضرت ابو سلمہؓ حضور ﷺ کے پاس سے میرے ہاں آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے ایک بات سنی ہے۔

جس سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ اس پر اِنّا لِلّٰہ پڑھے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔

ترجمہ "اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور جو چیز
چلی گئی ہے اس سے بہتر مجھے عطا فرما"

تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر ضرور عطا فرماتے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے ان کی اس بات کو یاد رکھا چنانچہ جب حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھی اور یہ دعا پڑھی۔ دعا تو میں نے پڑھ لی لیکن دل میں یہ خیال آتا رہا کہ ابو سلمہ سے بہتر مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت ختم ہوگئی تو حضور ﷺ نے نکاح کا پیغام دے دیا۔ تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو سلمہؓ سے بہتر خاوند عطا فرمایا یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۵ بحوالہ البدایہ ج ۴ ص ۹۱)

حضور ﷺ کے حبالہ عقد میں:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں مدینہ آئی تو میں نے مدینہ والوں کو بتایا کہ میں ابو امیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے میری اس بات کو نہ مانا پھر ان میں سے کچھ لوگ حج کو جانے لگے تو انہوں نے کہا کیا تم اپنے خاندان والوں کو کچھ لکھو گی چنانچہ میں نے انہیں خط لکھ کر دیا جب وہ لوگ حج کر کے مدینہ واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں اس سے مدینہ والوں کی نگاہ میں میری عزت اور بڑھ گئی۔ جب میری بیٹی زینب پیدا ہوئی (اور میری عدت پوری ہوگئی) تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے شادی کا پیغام دیا تو میں نے کہا کیا مجھ جیسی عورت کا بھی نکاح ہو سکتا ہے میری عمر اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ اب میرا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا اور مجھ میں غیرت بہت ہے اور میرے بچے بھی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں عمر میں تم سے بڑا ہوں اور تمہاری غیرت کو

اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور تمہارے بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے۔ پھر (میں راضی ہو گئی اور) حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ازراہ شفقت فرماتے کہ زناب کہاں ہے؟ زینب کو لاؤ۔ (پیار کی وجہ سے زناب فرماتے)۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۲۳ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۳ الاصابہ ج ۴ ص ۴۵۹)

فطرت شناسی:

صلح حدیبیہ کی لمبی حدیث ذکر کرنے کے دوران راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب صلح نامہ کی لکھائی سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو، اپنی قربانی ذبح کرو پھر اپنے سر مونڈ لو۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا حتیٰ کہ آپ نے یہ حکم تین مرتبہ فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ کھڑا ہوا تو حضور ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کی طرف سے آپ کو جو پریشانی پیش آ رہی تھی وہ ان کو بتائی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ یہ کروانا چاہتے ہیں؟ آپ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں بلکہ اپنی قربانی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلا کر سر منڈا لیں۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کی اور اپنی قربانی کو ذبح کیا اور اپنے نائی کو بلا کر اپنے بال منڈوائے۔

جب صحابہؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی کھڑے ہو کر اپنی قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے اور رنج و غم کے مارے یہ حال تھا کہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

فائدہ (اس واقعہ سے ان کی جزالت رائے کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ فطرت شناسی میں کس قدر کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ صنف نازک کی پوری

تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کرسکتی)۔

(حیات الصحابہ ج ۱ ص ۱۹۹ بحوالہ اخرجہ البیہقی ج ۹ ص ۲۰۸ اخرجہ البخاری، ابن کثیر فی البدایہ ج ۴ ص ۱۷۷)

معاشرت رسول ﷺ کا نقشہ ایک بول میں:

ایک مرتبہ چند صحابہ کرامؓ سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ حضور ﷺ کی اندرون خانہ زندگی کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ آپؐ کا ظاہر باطن یکساں تھا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپؐ سے واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کہا۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۳۸، مؤلفہ، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری ناشر: دارالاشاعت کراچی)

مدلل جواب دینا:

حضرت اُم سلمہؓ کی کوشش ہوتی تھی کہ سوال کرنے والے کی پوری طرح تشفی ہو جائے اور جواب میں کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ اس لئے صاف واضح اور مفصل (مدلل) جواب دیتیں۔ ایک دفعہ آپ نے کسی شخص کو کوئی مسئلہ بتایا وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج مطہرات کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا۔ واپس آ کر سیدہ اُم سلمہؓ کو یہ بات بتائی تو وہ بولیں۔ (نَعَمْ وَاَشْفِيَنَّكَ)۔ ذرا ٹھہر جاؤ میں تمہاری تشفی کئے دیتی ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس ضمن میں یہ حدیث سنی ہے۔ (ص ۱۳۸۔۱۳۹ ایضاً)

عورتوں کا قرآن میں تذکرہ:

ایک دفعہ سیدہ ام سلمہؓ نے آپؐ سے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں؟ تو آپؐ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت

پڑھی۔

انّ المسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات۔ الخ

(الاحزاب۔ آیت ۳۵)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں ...... الخ (مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱)

ایک یادداشت:

سیدہ ام سلمہؓ شوال سن ۴ ہجری میں حریم نبوت میں داخل ہوئیں۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کی پوری زندگی میں آپ کے ساتھ رہیں۔ سفر و حضر دونوں میں آپ کو بڑے قریب سے دیکھا۔ غزوہ خندق کے موقع پر سیدہ ام سلمہ حضور ﷺ سے اتنے قریب تھیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں۔ فرماتی ہیں مجھے اس وقت اچھی طرح یاد ہے جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپؐ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۹)

نابینا سے پردہ:

حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ قریش کے ایک معزز صحابی اور مسجد نبوی ﷺ کے موذن تھے۔ چونکہ وہ نابینا تھے اس وجہ سے ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں آیا کرتے تھے۔

آیت حجاب کے نزول کے بعد ایک روز آئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے سیدہ ام سلمہؓ اور سیدہ میمونہؓ سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ تو یہ بولیں یہ تو نابینا ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو۔

فائدہ (اس حدیث مبارکہ سے پردہ کی اہمیت کس قدر واضح ہے کہ حضور ﷺ نے

نابینا سے پردے کا حکم فرمایا)۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۶)

پرورش پر اجر و ثواب:

سیدہ ام سلمہؓ اجر و ثواب کی ہر وقت متلاشی رہتیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ابو سلمہؓ سے میرے جو بچے ہیں، میں ان پر خرچ کرتی ہوں اور ان کی اچھے طریقے سے پرورش کرتی ہوں۔ میں ان کو چھوڑ بھی نہیں سکتی آخر وہ میرے بچے ہیں۔ کیا مجھے ان کی پرورش پر اجر ملے گا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں جو کچھ تو ان پر خرچ کرے گی تجھے اس پر اجر ملے گا۔ (بخاری حدیث نمبر ۵۳۶۹ مسلم حدیث نمبر ۱۰۰۱)

فطرتی فیاضی:

سیدہ ام سلمہؓ ایک نبی کی بیوی ہونے کے ناطے اور اپنی طبیعت اور فطرت کے اعتبار سے بھی نہایت فیاض تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ چند فقراء جن میں کچھ عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح و زاری سے سوال کیا۔ ام الحسین بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ڈانٹا۔ لیکن سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ہمیں اس کا حکم نہیں ہے اس کے بعد خادمہ سے فرمایا کہ انہیں کچھ دے کر رخصت کر دو۔ گھر میں کچھ نہ ہو تو انہیں ایک چھوہارہ ہی دے کر رخصت کرو۔

(الاستیعاب جلد ۲ ص ۸۰۳)

قرأت قرآن حضور ﷺ کے طرز پر:

سیدہ ام سلمہؓ قرآن حکیم نہایت اچھا پڑھتی تھیں بلکہ حضور ﷺ کے طرز اور لہجہ میں پڑھتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضور ﷺ کس طرح

قرأت کرتے تھے۔ تو سیدہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے پھر خود اسی طرح پڑھ کر بتلایا۔ (مسند احمد ص ۳۰۰ جلد ۶)

ابن عوفؓ کو نصیحت:

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ ام سلمہؓ نہ صرف قرآن و سنت اور فقہ میں کامل دسترس رکھتی تھیں بلکہ علم اسرار سے بھی کافی آشنائی تھی (یہ وہ علم تھا جس کے حضرت حذیفہؓ خصوصی عالم تھے۔ اسی وجہ سے انہیں ''صاحب السر'' کہا جاتا تھا) چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا اور نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جب سیدہ ام سلمہؓ کے منہ سے یہ ارشاد نبوت سنا تو گھبرا کر فوری طور پر سیدنا عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے یہ حدیث بیان کی۔ تو سیدنا عمرؓ باوجود یہ کہ ان کا تقویٰ و خشیت الٰہی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی فوری طور پر اٹھ کر سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت میں پہنچے اور کہا ''خدا کی قسم سچ سچ بتانا کیا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ تو سیدہ ام سلمہؓ نے کہا نہیں۔ (حیات الصحابہ ج ۲ ص ۴۳۷ بحوالہ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰۷)

سماعت حدیث کا شوق:

حضرت ام سلمہؓ کو احادیث کی سماعت کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گندھوا رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دینا شروع کیا۔ ابھی حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یاایھا النّاس ہی نکلا تھا کہ مشاطہ کو حکم دیا کہ بال باندھ دو۔ اس نے کہا کہ اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی تو آپ نے یاایھا النّاس ہی کہا ہے۔ سیدہ ام سلمہؓ کھڑی ہو گئیں۔ اپنے بال خود باندھے اور ناراض ہو کر

بولیں کیا ہم یا ایھا الناس میں شامل نہیں۔ اس کے بعد مکمل توجہ اور خشوع و خضوع سے پورا خطبہ سنا۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۴۳ مؤلف: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غلام کا ہدیہ:

سیدہ ام سلمہؓ سرکار دو عالم ﷺ کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت سفینہؓ جو حضور ﷺ کے مشہور غلام تھے۔ یہ درحقیقت سیدہ ام سلمہؓ کے غلام تھے۔ آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر کہ جب تک حضور ﷺ بقید حیات رہیں ان کی خدمت کرنا تمہارے لئے ضروری اور لازم ہے۔

(مسند احمد جلد ۶ ص ۳۱۹)

ام المومنین

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

﴿اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع لقب:

ام المومنین حضرت زینبؓ لقب اُمّ الحکیم۔

والدہ کا نام:

امیمہ جو حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

والد کا نام اور خاندان:

جحش بن ایاب قبیلہ خزیمہ از خاندان بنی اسد۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح حضرت زید بن حارثؓ سے ہوا تھا جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے پھر انہوں نے طلاق دے دی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

ذیقعدہ سن ۵ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر ۵۷ سال اور حضرت زینبؓ کی عمر ۳۶ برس تھی۔

کتنا عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۵ سال ۴ ماہ تقریباً۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ منورہ میں سن ۲۱ ہجری میں بعمر ۵۳ برس تقریباً۔

(تاریخ اسلام ص ۴۳)

حرم نبوت میں داخلہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینبؓ کی عدت پوری ہوگئی تو حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کو فرمایا جاؤ اور زینبؓ سے میرے نکاح کا تذکرہ کرو۔ حضرت زیدؓ گئے جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ آٹے میں خمیر ڈال رہی تھیں حضرت زیدؓ کہتے ہیں جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے اپنے دل میں ان کی ایک عظمت محسوس ہوئی کہ حضور ﷺ ان سے شادی کرنا چاہتے ہیں (اس لئے یہ بہت بڑے مرتبہ والی عورت ہیں) اور اس عظمت کی وجہ سے میں انہیں دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ اس لئے میں ایڑیوں کے بل مڑا اور ان کی طرف پشت کر کے کہا اے زینب! تمہیں خوشخبری ہو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے وہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت زینبؓ نے کہا میں جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں اس وقت تک میں کوئی کام نہیں کیا کرتی۔ یہ کہہ کر وہ کھڑی ہو کر اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر چلی گئیں اور ادھر حضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا (جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا زَوَّجْنٰـكَهَا۔ ہم نے تمہاری شادی زینب سے کر دی چونکہ اللہ رب العزت کے شادی کرنے سے حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی بیوی بن گئی تھیں اس وجہ سے حضور ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت زینبؓ کے پاس اجازت لئے بغیر اندر چلے گئے)۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۲۸ اخرجہ احمد، مسلم و نسائی)

سارا مال فوراً صدقہ کر دینا:

حضرت برہ بنت رافعؒ کہتی ہیں جب حضرت عمرؓ نے لوگوں میں عطایا تقسیم کیں تو حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس ان کا حصہ بھیجا۔ جب وہ مال ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی مغفرت فرمائے۔ میری دوسری بہنیں اس مال کو مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے تقسیم کر سکتی ہیں (اس لئے ان کے پاس لے جاؤ) لانے والوں نے کہا یہ سارا مال آپ کا حق ہے۔ فرمانے لگیں سبحان اللہ! اور ایک کپڑے سے پردہ کر لیا اور فرمایا اچھا رکھ دو اور اس پر کپڑا ڈال دو۔ پھر مجھ سے فرمایا اس کپڑے میں ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی بھر کر بنو فلاں کو اور بنو فلاں کو دے آؤ۔ یہ سب ان کے رشتہ دار تھے اور یتیم تھے یوں ہی تقسیم فرماتی رہیں یہاں تک کہ کپڑے کے نیچے تھوڑے سے درہم بچ گئے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا اے ام المومنین اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! اس مال میں ہمارا بھی تو حق ہے فرمایا اچھا کپڑے کے نیچے جتنے درہم ہیں وہ سب تمہارے۔ ہمیں کپڑے کے نیچے پچاسی درہم ملے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر حضرت زینبؓ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! اس سال کے بعد مجھے حضرت عمرؓ کی عطا نہ ملے۔ چنانچہ (ان کی دعا قبول ہوگئی اور) ان کا انتقال ہو گیا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۹۰ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۰۰)

دولت نہ رکھنے کی عادت:

حضرت محمد بن کعبؒ کہتے ہیں حضرت زینب بنت جحشؓ کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار تھا اور وہ بھی انہوں نے صرف ایک سال لیا اور لینے کے بعد یہ دعا فرمائی اے اللہ! آئندہ سال یہ مال مجھے نہ ملے کیونکہ یہ فتنہ ہی ہے (آئندہ سال سے پہلے ہی

مجھے اٹھا لے) پھر اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں سارا تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ انہوں نے سارا مال خرچ کر دیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ ایسی (بلند مرتبہ) خاتون ہیں جن کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ گئے اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر سلام بھجوایا اور کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے سارا مال تقسیم کر دیا ہے یہ میں ایک ہزار اور بھیج رہا ہوں، اسے آپ اپنے پاس رکھیں (ایک دم خرچ نہ کریں) لیکن جب یہ ایک ہزار درہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو بھی پہلے کی طرح تقسیم کر دیا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۳۱۰ بحوالہ الاصابہ ج ۴ ص ۳۱۴ عند ابن سعد ایضاً کذا فی الاصابہ)

کثرتِ صدقہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہم جب اپنے میں سے کسی کے گھر جمع ہو جاتیں تو اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ لمبے کر کے ناپا کرتی تھیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے؟ ہم ایسا ہی کرتی رہیں یہاں تک کہ (سب سے پہلے) حضرت زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت زینبؓ چھوٹے قد کی عورت تھیں اور ہم میں سب سے لمبی نہیں تھیں۔ حضرت زینبؓ کے سب سے پہلے وفات پانے سے ہمیں پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے حضور ﷺ کی مراد (کثرت سے) صدقہ کرنا ہے۔

حضرت زینبؓ دستکاری اور ہاتھوں کے ہنر کی ماہر تھیں وہ کھال رنگا کرتیں اور کھال سیا کرتیں پھر اس کو فروخت کر دیتیں اور اس کی قیمت اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا کرتیں۔ (حیات الصحابہ ج ۲ ص ۴۲۶ بحوالہ الاصابہ ج ۴ ص ۳۱۴)

ایک جہادی ضرورت پوری کرنا:

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زینبؓ سوت کاتا کرتی تھیں اور حضور ﷺ کے لشکروں کو دے دیا کرتیں۔ وہ لوگ اس سوت سے سیا کرتے اور اپنے سفر میں دوسرے کاموں میں لاتے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۲۶ بحوالہ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط قال الہیثمی ج ۸ ص ۲۸۹ ورجالہ وثقوا وفی بعضہم ضعف)

اتباع شریعت کو مقدم رکھنا:

سیدہ زینب بنت جحشؓ بہت متبع شریعت تھیں۔ جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تو تین دن بعد انہوں نے خوشبو منگوائی۔ اس کو اپنے جسم اور کپڑوں پر لگایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت تو نہ تھی مگر میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہئے۔

(ازواج مطہرات حیات، خدمات ص ۱۶۱۔ مؤلف: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری۔ ناشر دارالاشاعت کراچی)

سوکن پر تہمت لگانے سے بچنا:

سیدہ زینب بنت جحشؓ نہایت اعلیٰ اخلاق والی تھیں۔ اس کے باوجود یہ بھی کہ حضرت عائشہؓ سے ان کا مقابلہ رہتا تھا۔ (کیونکہ حضرت عائشہؓ بڑے اونچے فضائل و درجات والی خاتون تھیں اور حضرت زینبؓ کو بھی فضیلت و درجہ حاصل تھا کہ ان کا نکاح آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وغیرہ اور اس مقابلہ کو آج کے زمانہ کی سوکنوں پر نہ قیاس کیا جائے کہ وہ تو ایسے اقوال و افعال سے بہت بلند

تھیں) واقعہ افک میں جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ سے سیدہ عائشہؓ کے متعلق استفسار کیا تو سیدہ زینبؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو بچاتی ہوں۔ اللہ کی قسم! میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے زہد و تقویٰ نے ان کو میری برائی سے بچا لیا۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۶۰، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

سیدہ کے زہد و عبادت پر حضور ﷺ کی شہادت:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے گروہ میں کچھ مال تقسیم کر رہے تھے کہ سیدہ زینبؓ بیچ میں کسی بات پر بول پڑیں۔ تو حضرت عمر فاروقؓ نے سختی سے منع کر دیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر! ان سے کچھ نہ کہو یہ بڑی عابدہ و زاہدہ ہیں۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۶۱)

سیدہ زینبؓ کی وصایا:

سیدہ زینب بنت جحشؓ نے ازواج مطہرات میں حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال فرمایا۔ اپنے کفن کا سامان خود کر لیا تھا۔ اور وصیت کی تھی کہ اسی کپڑے میں ان کی تکفین کی جائے۔ ان کی یہ بھی وصیت تھی کہ اگر عمرؓ میرے لئے کفن بھیجیں تو اس کو صدقہ کر دیا جائے۔

آپ نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے تابوت پر مجھ کو اٹھایا جائے۔ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس تابوت پر قبر تک پہنچایا جا چکا تھا۔ یہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد تابوت نبوی ﷺ پر اٹھائی گئیں۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۶۳۔ ناشر: دارالاشاعت کراچی)

حضور ﷺ کا سیدہ سے جملہ مزاح کہنا:

سیدہ کلثومؓ فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ کے پاس اس وقت حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ محترمہ اور مہاجرین کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے اپنے گھروں کے بارے میں بارگاہ رسالت میں شکایات کر رہی تھیں۔ اسی اثناء میں سیدہ زینبؓ بھی بات کرنے لگیں اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو دیکھنا چھوڑ دیا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ زینب! تم اپنی آنکھ سے تو بات نہیں کر رہی۔ زبان سے بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرتی جاؤ۔

فائدہ (مزاح بھی حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔ اس سے دوسرے آدمی کا دل خوشی و مسرت سے اچھلنے لگتا ہے۔ اس وجہ سے سرکار دو عالم ﷺ کبھی کبھی ازواج مطہرات سے مزاح بھی فرماتے اور اس طریقے سے ان کے دلوں کو گدگداتے تھے۔ اور رہا یہ کہ عورتیں آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہی تھیں تو ممکن ہے کہ عورتیں الگ پردہ میں بیٹھی ہوں یا پردہ کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہو)۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۳۶۳)

ام المؤمنین

حضرت جویریہؓ

﴿ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام:

برہ تھا۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ۔ حضور ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا۔

والد کا نام اور خاندان:

حارث بن ابی ضرار جو قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلی شادی مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوئی۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

غزوہ بنی مصطلق کے موقعہ پر شعبان سن ۵ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۷ برس اور حضرت جویریہؓ کی عمر ۱۹ سال یا ۲۰ برس تھی۔

کتنے عرصے حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

۵ سال ۹ ماہ تقریباً۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ منورہ میں بعمر ۶۵ یا ۷۱ برس سن ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

(تاریخ اسلام ص ۴۳۔۴۴)

سیدہ جویریہؓ کے نکاح کی برکات:

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ حضرت جویریہ بنت حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے (ہمارے علاقہ میں) تشریف لانے سے تین رات پہلے خواب دیکھا کہ گویا چاند یثرب سے چل کر میری گود میں آ گیا ہے کسی کو بھی یہ خواب بتانا مجھے اچھا نہ لگا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے جب ہم قید ہو گئیں تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی امید ہوئی۔ حضور ﷺ نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے شادی کر لی اللہ کی قسم! میں نے حضور ﷺ سے اپنی قوم کے بارے میں کوئی بات نہ کی بلکہ (جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی ہے اور میری قوم حضور ﷺ کے سسرال والے بن گئے ہیں تو اس نسبت کے احترام میں) مسلمانوں نے خود ہی (میری قوم کے) تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا اور اس کا پتہ مجھے اس وقت چلا جب میری ایک چچا زاد بہن نے آ کر بتایا (کہ وہ آزاد ہو گئی ہے) اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۳۵ بحوالہ البدایہ ج ۴ ص ۱۵۹ الحاکم ج ۴ ص ۲۷)

چار کلمات کا ثواب:

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میرے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے (اور میں اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھی) حضور ﷺ چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو میں اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم اسی حال پر ہو جس پر تمہیں میں نے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"۔

''اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی مرضی اور خوشنودی کے بقدر اور اس کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی مقدار کے بقدر''

(حیات الصحابہ ج ۳ ص ۳۳۵ بحوالہ ترغیب ج ۳ ص ۹۸)

صدقہ اور ہدیہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ سیدہ جویریہؓ کے ہاں تشریف لائے۔ آپؐ نے پوچھا کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ سوائے ان چند ہڈیوں کے جو میری لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں لے آؤ صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا۔ اب وہ بالواسطہ ہمارے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۷۱، ناشر: دارالاشاعت کراچی)

تشریح: صدقہ حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے خاندان کیلئے جائز نہیں ہے اس لئے سیدہ جویریہؓ نے وضاحت کر دی کہ یہ صدقہ ہے اور باقی حضور ﷺ کا اس کو ہدیہ کہنا اس لئے کہ جب کسی کو صدقہ دیا جاتا ہے اور وہ مالک بن جائے تو چاہے تو وہ اس سے کسی سید کی دعوت کرے چاہے اس صدقہ دینے والے کی دعوت کرے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا ہے کہ جس کو دیا جاتا ہے اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے اور وہ آگے کسی کو دے تو وہ ہدیہ کہلاتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بالواسطہ میرے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ام المؤمنین

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

﴿اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

اصل نام مع کنیت:

اصل نام رملہ تھا۔ کنیت ام حبیبہؓ۔

والدہ کا نام:

صفیہ بنت ابوالعاص۔

والد کا نام اور خاندان:

ابوسفیان بن امیہ جو سن ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ قریشی از خاندان بنو امیہ۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

سن ۶ ہجری میں حضور ﷺ کی عمر تقریباً ۵۸ برس اور حضرت ام حبیبہؓ کی عمر ۳۶ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

تقریباً ۵ برس۔

وفات کب اور کہاں ہوئی؟:

مدینہ طیبہ میں بعمر ۷۲ سال سن ۴۴ ہجری میں وفات ہوئی۔

(تاریخ اسلام ص ۴۴-۴۵)

حضور ﷺ سے نکاح اور خوشی کی انتہا:

حضرت اسماعیل بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ نے فرمایا کہ میں حبشہ میں تھی مجھے پتہ اس وقت چلا جب (حبشہ کے بادشاہ) نجاشیؒ کی ابرہہؓ نامی باندی ان کی طرف سے قاصد بن کر آئی اور یہ بادشاہ کے کپڑوں اور تیل کی خدمت پر مقرر تھی۔ اس نے مجھ سے اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دی۔ اس نے کہا بادشاہ نجاشیؒ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کی شادی حضور ﷺ سے کر دوں میں نے کہا اللہ تمہیں بھی خیر کی بشارت دے (یعنی میں راضی ہوں) پھر اس نے کہا بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی کو وکیل مقرر کر دیں جو آپ کی شادی کر دے۔ اس پر میں نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو (جو کہ میرے چچا تھے) بلا کر اپنا وکیل بنا دیا اور میں نے حضرت ابرہہؓ کو چاندی کے دو کنگن اور چاندی کے دو پازیب جو کہ میں نے پہنے ہوئے تھے اور چاندی کی وہ تمام انگوٹھیاں جو میرے پاؤں کی ہر انگلی میں تھیں سب اتار کر اس بشارت کی خوشخبری میں دے دیں۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۵۸۵ بحوالہ بدایہ ج ۴ ص ۱۴۳)

خواب میں حضور ﷺ سے نکاح کی بشارت:

حضرت اسماعیل بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ میں نے (حبشہ میں) خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند عبیداللہ بن جحش کی شکل و صورت بہت بگڑی ہوئی ہے میں گھبرا گئی میں نے کہا اس کی حالت بدل گئی ہے

چنانچہ وہ صبح کو کہنے لگا اے ام حبیبہ! میں نے دین کے بارے میں بہت سوچا ہے۔ مجھے تو کوئی دین نصرانیت سے بہتر نظر نہیں آ رہا ہے میں تو پہلے نصرانی تھا۔ پھر میں محمد کے دین میں داخل ہوا تھا اب میں پھر نصرانیت میں واپس آ گیا ہوں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم تمہارے لئے اس طرح کرنے میں بالکل خیر نہیں اور جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ میں نے اسے بتایا لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر وہ شراب پینے میں ایسا لگا کہ اسی میں مر گیا۔ پھر میں نے خواب دیکھا کہ کسی آنے والے نے مجھ سے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہ سن کر میں گھبرا گئی۔ اور میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ حضورﷺ مجھ سے شادی کریں گے۔ ابھی میری عدت ختم ہوئی ہی تھی کہ حضرت نجاشیؓ کا قاصد میرے پاس آیا۔ پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ جب وہ مال (یعنی حق مہر کے چار سو دینار جو نجاشیؓ نے حضورﷺ کی طرف سے حضرت ام حبیبہؓ کو نکاح کے موقع پر دیئے تھے) میرے پاس آیا تو میں نے حضرت ابرہہؓ کو جنہوں نے مجھے بشارت دی تھی۔ پیغام دے کر بلایا اور میں نے اس سے کہا اس دن میں نے تمہیں جو کچھ دیا تھا وہ تو تھوڑا سا تھا اس لئے کہ میرے پاس مال نہیں تھا۔ اب میرے پاس مال آ گیا ہے۔ یہ پچاس مثقال (پونے انیس تولے) سونا لے لو اور اسے اپنے کام میں لے آؤ۔ اس نے ایک ڈبہ نکالا جس میں میری دی ہوئی تمام چیزیں تھیں اور اس نے وہ مجھے واپس کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہ نے مجھے قسم دے کر کہا ہے کہ میں آپ سے کچھ نہ لوں اور میں ہی بادشاہ کے کپڑوں اور خوشبو کو سنبھالتی ہوں اور میں نے حضورﷺ کے دین کو اختیار کر لیا ہے اور مسلمان ہو گئی ہوں۔ اور بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس جتنا عطر ہے وہ سارا آپ کے پاس بھیج دیں چنانچہ اگلے دن عود، ورس، عنبر اور زباد بہت ساری خوشبوئیں لے کر میرے پاس آئی۔ اور یہ تمام خوشبوئیں لے کر میں حضورﷺ کی

خدمت میں آئی اور آپ دیکھتے کہ یہ خوشبوئیں میرے پاس ہیں اور میں نے لگا رکھی ہیں لیکن آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۲۷ بحوالہ ابن سعد ج ۸ ص ۹۷ حاکم ج ۳ ص ۲۰)

دینی حمیت اور حب رسول ﷺ:

ایک مرتبہ (حضرت) ابوسفیان ملک شام سے واپس آ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ان کو اور ان کے قافلے کو گرفتار کر لیا تو (حضرت) ابوسفیان راتوں رات چھپ چھپا کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اور یہ خیال ہوا کہ میری بیٹی تو حضور ﷺ کے گھر میں ہیں لہٰذا میں ان سے بات کروں گا تو شاید میری جان بخشی ہو جائے۔

چنانچہ یہ چھپ کر حضرت ام حبیبہؓ کے گھر میں داخل ہو گئے بیٹی نے ان کا استقبال کیا۔ جس وقت یہ گھر میں داخل ہوئے اس وقت حضور ﷺ کا بستر گھر میں بچھا ہوا تھا۔ حضرت ابوسفیان نے اب بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت ام حبیبہؓ تیزی سے آگے بڑھیں اور حضور ﷺ کا بستر ہٹا کر ایک طرف لپیٹ کر رکھ دیا۔ حضرت ابوسفیان کو بیٹی کا طرز عمل بڑا اچنبا اور عجیب محسوس ہوا اور ایک جملہ یہ کہا۔ رملہ کیا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے یا میں بستر کے لائق نہیں ہوں؟

حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا کہ: ''ابا جان! بات یہ ہے کہ آپ اس بستر کے لائق نہیں ہے اس واسطے کہ یہ حضور ﷺ کا بستر ہے اور جو آدمی مشرک ہو، میں اس کو اپنی زندگی میں اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اس پر حضرت ابوسفیان نے کہا کہ: ''رملہ! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی بدل جاؤ گی کہ اپنے باپ کو بھی اس بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دو گی۔ (اس وقت حضرت ابوسفیان مسلمان نہ تھے)

(شوہر کے حقوق اور اس کی حیثیت ص ۳۶ بحوالہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۴ ص ۲۹۸، لفظ ''رملۃ'')

ام حبیبہ کی وجہ تسمیہ اور ہجرت:

سیدہ ام حبیبہؓ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی دور میں اکٹھے مسلمان ہوئیں تھیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ کے والد (حضرت) ابوسفیانؓ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو عبیداللہ بن جحش اور سیدہ ام حبیبہؓ بھی ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ حبشہ پہنچے کے بعد آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام حبیبہ رکھا اور جس کے نام سے آپ ام حبیبہ مشہور ہوئیں۔

(ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۷۶۔۱۷۵، ناشر دارالاشاعت کراچی)

بہن کیلئے خیر کی فکر کرنا:

سیدہ ام حبیبہؓ نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بہن عزہ سے نکاح کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرتی ہو۔ سیدہ ام حبیبہؓ نے عرض کیا میں ایک ہی تو آپ کی بیوی نہیں ہوں۔ جہاں اتنی ہیں ایک اور سہی۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر و فضیلت میں میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (سیدہ ام حبیبہؓ نے دو بہنوں کو ایک خاوند کے تحت جمع کرنے کی حرمت سے لاعلمی کی بناء پر درخواست کی تھی۔ ورنہ اگر وہ جانتی ہوتیں تو ایسی درخواست نہ کرتیں)۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۷۹)

مداومت عمل:

سیدہ ام حبیبہؓ حضور ﷺ کے ارشادات پر بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص دن رات میں بارہ رکعات پڑھ لے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ حضور ﷺ سے اس حدیث کو سننے کے بعد سیدہ ام حبیبہؓ نے کبھی یہ نوافل ترک نہیں کیے۔

(ازواج مطہرات، حیات وخدمات، ص ۱۷۹۔ ناشر دارالاشاعت کراچی)

اتباع شریعت کی فکر:

حضرت ام حبیبہؓ بڑی متبع شریعت تھیں۔ جب ان کے والد حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو تین دن کے بعد انہوں نے خوشبو منگائی، جس میں زردی تھی۔ پھر وہ خوشبو اپنے لباس، جسم اور اپنے رخساروں پر لگائی، پھر فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۷۹)

سوکنوں سے معافی:

سیدہ ام حبیبہؓ نے انتقال سے قبل سیدہ عائشہؓ اور سیدہ ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہو جاتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس لئے مجھ کو معاف کر دو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی تو وہ بولیں تم نے مجھے خوش کیا ہے خدا تم کو خوش کرے"۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۸۰)

ام المؤمنین

حضرت صفیہؓ

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام مع والدہ کا نام:

ام المؤمنین حضرت زینب" بنت برو بنت سموآل۔ (صفیہ کے نام سے مشہور ہوئیں)

والد کا نام اور خاندان:

حیی بن خطیب سردار بنونضیر۔

حضور ﷺ سے پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

کنانہ بن ابی حقیق سے نکاح ہوا جو خیبر کا سردار تھا۔ جنگ خیبر میں مارا گیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اس سے پہلے اسلام بن شکم یہودی سے نکاح ہوا۔

حضور ﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

جمادی الآخر سن ۷ ہجری حضور ﷺ کی عمر مبارک ۵۹ برس تقریباً اور حضرت صفیہؓ کی عمر ۱۷ سال تھی۔

کتنے عرصہ حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

تقریباً چار سال۔

وفات کب اور کہاں ہوئی ؟:

مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی۔ بعمر ۶۰ سال رمضان سن ۵۰ ہجری۔
(تاریخ اسلام ص ۴۵۔۴۶)

یثرب کا چاند:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کے آنکھوں میں نیلا نشان تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہاری آنکھوں میں نیلا نشان کیسا ہے؟ حضرت صفیہؓ نے کہا میں نے اپنے خاوند سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آ گیا ہے تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا کیا تم یثرب (مدینہ) کے بادشاہ کو چاہتی ہو؟
(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ اخرجہ الطبرانی قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۵۱ رجالہ رجال الصحیح)

سونے کا ہدیہ:

حضرت سعید بن مسیبؒ سے صحیح سند سے روایت ہے کہ جب حضرت صفیہؓ آئیں تو ان کے کان میں سونے کا بنا ہوا کھجور کا ایک پتہ تھا تو انہوں نے اس میں سے کچھ حضرت فاطمہؓ کو اور ان کے ساتھ آنے والی عورتوں کو ہدیہ کیا۔
(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ الاصابہ ج ۴ ص ۳۴۷)

عداوت اور محبت:

حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ سے زیادہ مجھے کسی سے بغض نہیں تھا۔ کیونکہ آپ نے میرے والد اور خاوند کو قتل کیا تھا۔ (شادی کے بعد) حضور ﷺ میرے والد اور خاوند کے قتل کرنے کی وجوہات بیان فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا۔

اے صفیہ! تمہارے والد نے میرے خلاف عرب کے لوگوں کو جمع کیا اور یہ کیا اور یہ کیا۔ غرضیکہ حضور ﷺ نے وجوہات اتنی بیان کیں کہ آخر کار میرے دل سے حضور ﷺ کا بغض بالکل نکل گیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۳۳ بحوالہ طبرانی ج ۹ ص ۲۵۱)

چھٹی حس:

حضرت صبیرہ بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ منورہ آئیں کوفہ کی بہت سی خواتین مسائل کی دریافت کے لئے ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ صبیرہ کا بھی یہی منشا تھا ایک فتوی نبیذ کے متعلق تھا۔ سیدہ صفیہؓ نے سنا تو فرمایا کہ اہل عراق اکثر اس مسئلہ کو پوچھتے ہیں۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۹۲، ناشر دارالاشاعت کراچی)

خاندانِ نبوت:

ایک بار حضور ﷺ تشریف لائے تو سیدہ صفیہؓ رو رہی تھیں۔ آپ ؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ترین ہیں۔ کیونکہ بیوی ہونے کے علاوہ ہم حضور ﷺ کے قرابت دار بھی ہیں۔ لیکن تم یہودن(۱) ہو۔ حضور ﷺ نے سیدہ صفیہؓ کی دل جوئی کے لئے فرمایا کہ اگر عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ ان کا تعلق خاندان نبوت سے ہے تو تم نے ان سے کیوں نہ کہا کہ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر محمد ﷺ ہیں۔ (حوالہ ایضاً)

(۱) حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کا یہودن کہنا حضرت صفیہؓ کے خاندان اور آباؤ اجداد کی وجہ سے تھا۔ ورنہ یہ تو بڑی پکی سچی مسلمان تھیں۔۱۲

صفیہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت صفیہؓ کا اصل نام زینب تھا۔ جنگ خیبر میں خاص کر آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئیں تھیں اور عرب میں مال غنیمت کے اپنے حصے کو جو امام وقت یا بادشاہ وقت کے لئے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ (ازواج مطہرات، حیات و خدمات ص ۱۸۵، ناشر دارالاشاعت کراچی)

سیدہ صفیہ کا اکرام:

حضور ﷺ نے خیبر کی فتح کے بعد راستہ میں بمقام سدالصہباء میں دو تین روز قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اور سیدہ صفیہؓ کیلئے آپ نے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ بنائی پردہ تان دیا اور اپنی چادر اوڑھا دی۔ راستہ میں جب سیدہ صفیہؓ اونٹ پر سوار ہوتیں تو آپ اونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے اپنا گھٹنا زمین پر ٹکا دیتے۔ سیدہ صفیہؓ آپ کے گھٹنے پر اپنا پیر رکھ کر اونٹنی پر سوار ہو جاتیں راستہ میں آپ نے اونٹ کو تیزی سے دوڑایا اتفاق سے اونٹنی کو ٹھوکر لگی۔ آپ اور سیدہ صفیہؓ اونٹ پر سے گر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ جلدی سے کھڑے ہو گئے اور سیدہ صفیہؓ پر پردہ تان لیا اور اونٹنی پر دوبارہ سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۸۸۔ ۱۸۷)

سیدہ صفیہ کا حسن سلوک:

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن اس لونڈی نے کہا کہ صفیہؓ میں اب تک یہودیت کی بو اور اثر باقی ہے اور وہ اب بھی (یوم السبت) ہفتہ کے دن کو متبرک سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے تصدیق کیلئے ایک شخص کو

بھیجا تو سیدہ صفیہؓ نے جواب دیا جب سے اللہ نے مجھے ہفتہ کے بدلے جمعہ عطا فرما دیا ہے تو ہفتہ کو دوست رکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ جہاں تک یہودیوں سے تعلقات اور ان سے نرمی کا معاملہ ہے تو یہودیوں سے میری قرابت داری ہے اور مجھے صلہ رحمی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد حضرت صفیہؓ نے کنیز کو بلا کر پوچھا کہ تجھے کس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ تو میری شکایت کرے۔ کنیز نے کہا شیطان نے۔ یہ سن کر سیدہ حفصہؓ خاموش ہو گئیں اور اس کو آزاد کر دیا۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۸۵۔۱۹۰، دارالاشاعت کراچی)

جذبہ ہمدردی:

حضرت صفیہؓ میں ہمدردی کا بہت جذبہ تھا۔ جب خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ محصور ہو گئے اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا تو سیدہ صفیہؓ ایک غلام کو لے کر خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں۔ اشتر نخعی نے دیکھا تو خچر کو مارنے لگا۔ چونکہ آپ اشتر نخعی کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں اس لئے واپس چلی گئیں اور سیدنا حسنؓ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان غنیؓ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (حوالہ ایضاً ص ۱۹۰)

حصول رضا کیلئے سیدہ کا با کمال ایثار:

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کسی بات پر سیدہ صفیہؓ سے ناخوش ہو گئے۔ سیدہ صفیہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ میں اپنی باری کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی ہوں۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں۔ سیدہ عائشہؓ اس کام کیلئے آمادہ ہو گئیں اور زعفران کی رنگی ہوئی ایک اوڑھنی لے کر اس پر پانی چھڑکا تاکہ

اس کی خوشبو مہک جائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا عائشہؓ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ پھر تمام واقعہ سنایا تو حضور اکرم ﷺ سیدہ صفیہؓ سے راضی ہو گئے۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۱۹۰۔ ۱۹۱، ناشر دارالاشاعت کراچی)

اظہار عقیدت:

حضرت صفیہؓ کو حضور اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھی حضور ﷺ کے مرض الموت میں تمام ازواج مطہرات حضور ﷺ کی عیادت کے لئے حجرے میں تشریف لائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو بے چین دیکھا تو سیدہ صفیہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ کی بیماری مجھے ہو جاتی، دوسری ازواج مطہرات نے ان کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا واللہ! وہ سچی ہیں۔ یعنی ان کا اظہار عقیدت نمائشی نہیں بلکہ سچے دل سے وہ یہی چاہتی ہیں۔

(حوالہ ایضاً ص ۹۱)

حفظ ما تقدم:

سرکار دو عالم ﷺ حضرت صفیہؓ کی بڑی تکریم فرماتے تھے چنانچہ وہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جب کہ حضور ﷺ مسجد میں اعتکاف فرما رہے تھے ان سے ملنے کے لئے گئیں۔ انہوں نے کچھ وقت آپ سے گفتگو کی۔ پھر جب گھر آنے لگیں تو آپ (از راہ) انہیں گھر تک چھوڑنے کے لئے اٹھے یہاں تک کہ آپ انہیں لے کر مسجد کے دروازے تک پہنچے۔ اسی دوران میں انصار کے دو آدمی آپ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضور کو سلام کیا تو سرکار دو عالم

ﷺ نے انہیں فرمایا۔ ذرا ٹھہرو اور دیکھ لو یہ میری بیوی صفیہ بنت حی ہے۔ (کہیں کچھ اور نہ سمجھ لینا کہ پیغمبر رات کی تاریکی میں معلوم نہیں کس کے ساتھ کھڑے ہیں معاذ اللہ) ان دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم کیوں ایسا سمجھیں گے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی ایسی بات نہ ڈال دے۔ (لہٰذا میں نے دفع دخل مقدر کے طور پر پہلے ہی تم کو واضح کر دیا ہے)۔

(بخاری حدیث نمبر ۲۰۳۵)

کھانا پکانے کا خاص سلیقہ:

حضرت صفیہؓ کو کھانا پکانے میں خاص سلیقہ تھا۔ خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان سے بہتر کھانا پکانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک دن دونوں نے آپ کے لئے کھانا پکایا۔ حضرت صفیہؓ کا کھانا جلد تیار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھے انہوں نے وہیں ایک لونڈی کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا۔ (سیرت عائشہ ص ۹۰)

آنحضرت ﷺ کی دلداری:

سیدہ صفیہؓ فرماتی ہیں کہ حج کا سفر تھا اور ازواج مطہرات بھی اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں۔ راستہ میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اور میں سب سے پیچھے رہ گئی۔ میں رونے لگی۔ اتنی دیر میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور انہوں نے مجھے روتے دیکھا تو اپنے ہاتھوں اور اپنی چادر مبارک سے میرے آنسو پونچھنے لگے۔ آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور میں بے اختیار روتی جاتی تھی۔ آپ بار بار مجھے رونے سے روکتے۔ لیکن جب میرا رونا بند نہ ہوا تو پھر آپ نے مجھے ذرا سختی سے منع کیا۔ (اسد الغابہ ص ۷۰۱ جلد ۷)

ام المومنین

حضرت ام میمونہ رضی اللہ عنہا

﴿ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

مختصر سوانحی خاکہ

اصل نام:

ام المومنین حضرت میمونہؓ۔

والد کا نام اور خاندان:

حارث بن حزن از خاندان بنو ہلال بن عامر۔

پہلے کس سے نکاح ہوا؟:

پہلا نکاح حوخطب ابن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ دوسرا نکاح ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔

حضورﷺ سے کب اور کتنی عمر میں نکاح ہوا؟:

ذیقعدہ سن ۷ ہجری بموقعہ عمرہ قضا۔ حضورﷺ کی عمر مبارک ۵۹ سال تقریباً اور حضرت میمونہؓ کی عمر ۳۶ برس تھی۔

کتنے عرصہ حضورﷺ کی خدمت میں رہیں؟:

سوا تین سال تقریباً۔

کب اور کہاں وفات ہوئی؟:

بمقام سرف جہاں نکاح ہوا تھا وہیں وفات ہوئی عمر ۸۱ سال سن ۵۱ ہجری۔ (تاریخ اسلام ص ۴۶)

سیدہ کا حضور علیہ السلام سے نکاح:

سن ۷ ہجری میں رسول اکرم ﷺ عمرہ ادا کرنے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو سیدہ میمونہؓ کے بہنوئی نے کہا کہ آپ میمونہؓ سے نکاح فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے نکاح کرلیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو ان کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ انہوں نے حضرت عباسؓ کو اپنا وکیل بنا دیا اور سیدنا عباسؓ نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کردیا۔ عمرۃ القضاء ادا کرنے کے بعد حدود حرم ہی میں حضور ﷺ نے سیدہ میمونہؓ سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے وقت آپ احرام اتار چکے تھے۔ پانچ سو درہم آپ کا مہر مقرر ہوا۔ جب آپ عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف لوٹے تو سرف مقام پر جو مدینہ کے راستہ پر مکہ سے دس میل پر واقع ہے قیام فرمایا۔ حضور ﷺ کے غلام حضرت ابو رافعؓ سیدہ میمونہؓ کو لے کر سرف پہنچے۔ یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔

(ازواج مطہرات، حیات وخدمات ص ۱۹۷۔۱۹۸، ناشر دارالاشاعت کراچی)

مشقت سے بچانا:

ایک مرتبہ ایک عورت نے بیماری کی حالت میں منت مانی تھی کہ شفایاب ہونے پر بیت المقدس جاکر نماز پڑھے گی۔ اللہ نے اس کو شفا دی اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگی۔ جب رخصت ہونے کیلئے سیدہ میمونہؓ کے پاس آئی تو سیدہ میمونہؓ نے اس کو سمجھایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرلو۔ کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا ہے۔

(حوالہ ایضاً ص ۱۹۹)

ادائیگی قرض:

سیدہ میمونہؓ کبھی کبھی قرض لے لیتی تھیں۔ مگر فوراً ادا کر دیتی تھیں ایک مرتبہ زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے پوچھا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی۔ جواباً ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اس کا قرض خود ادا کر دیتا ہے۔

(ازواج مطہرات۔ حیات و خدمات ص ۱۹۹۔ ناشر دارالاشاعت کراچی)

پریشانی:

ایک دن جب رسول اللہ ﷺ صبح کو اٹھے تو خاموش تھے۔ سیدہ میمونہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج صبح سے آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ آئے نہیں نجانے کیا بات ہے۔ اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ یکا یک آپ کو کتے کے بچہ کا خیال آگیا جو پلنگ کے نیچے آ کر بیٹھ گیا تھا۔ آپ نے اس کو فوراً نکلوا دیا اسے نکالتے ہی فوراً جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔

(ایضاً ص ۲۰۰)

تشفی دل کیلئے سوال:

ابن سعد نے حضرت سیدہ میمونہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک رات سرکار دو عالم ﷺ میرے ہاں سے باہر تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں دروازہ کھولنے کے لئے آئی میں

نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس رات کس اور زوجہ محترمہ کی طرف تشریف لے گئے تھے؟

فرمایا نہیں بلکہ مجھے پیشاب میں کچھ تکلیف واقع ہو گئی تھی۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۳۸ ج ۸)

حسن تدبیر:

سفر حج میں سیدہ میمونہؓ حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ لوگوں کو نو ذی الحجہ کو شک ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں۔ سیدہ میمونہؓ نے ایک پیالہ دودھ آپ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ سب لوگوں نے دیکھ لیا اور اس ترکیب سے پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ کا روزہ نہیں۔

(ازواج مطہرات ص ۲۰۰).

صلہ رحمی:

ایک مرتبہ سیدہ میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ جب حضور ﷺ ان کی باری کے دن انکے ہاں پہنچے تو انہوں نے لونڈی آزاد کرنے کا آپ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: اے میمونہ! اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو بڑا اجر ملتا۔

فائدہ (غلام آزاد کرنے کا بڑا اجر ہے لیکن حضور ﷺ کا حضرت میمونہؓ کو یہ کہنا کہ اگر ماموؤں کو وہ باندی دے دیتی تو بڑا اجر ملتا۔ یا تو اس لئے تھا کہ وہ ضعیف ہوں گے اور کام کاج میں وقت پیش آتی ہوگی تو چلو یہ باندی کام نمٹا دیا کرے گی اور یا پھر اللہ رب العزت نے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے کیونکہ اس میں بڑا اجر وثواب ہے اس لئے حضور ﷺ نے ایسا حکم دیا۔ واللہ اعلم بالصواب)

(ازواج مطہرات۔ حیات وخدمات ص ۱۹۹)

حضور ﷺ کی بات پر یقین کامل:

سیدہ میمونہؓ مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں۔ وہاں کچھ طبیعت خراب ہوئی۔ فرمایا کہ مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی۔ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ چنانچہ مکہ سے روانہ ہوئیں اور جب مقام سرف پہنچیں تو انتقال فرمایا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف (جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے) پر آپ کی رخصتی ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

(ازواج مطہرات حیات و خدمات ص ۲۰۱)

علاج الامراض

قرآن و سنت سے ثابت شدہ
جسمانی اور روحانی امراض کا علاج

تالیف لطیف
فضیلۃ الشیخ عبد المجید بن عبد العزیز الزاحم

مترجم
مولانا خالد محمود صاحب (فاضل جامعہ اشرفیہ)

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور فون ۷۳۵۲۴۳

اسلامی احکام اور انکی حکمتیں

اسلامی احکام کی حکمتیں، مصلحتیں اور اسرار و رموز

مؤلف

شیخ عبدالقادر معروف الکردی

مترجم

مولانا خالد محمود (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

قرآن و حدیث اور علم طب کی روشنی میں

کھجور کی اہمیت و افادیت

از افادات

مولانا محمد یوسف خان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

ترتیب و تدوین

مولانا قاری محمد عبد اللہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی لاہور۔ فون: [illegible]

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

انسائیکلوپیڈیا

سلسلۂ نسب اور ولادت باسعادت سے لیکر
وصال مبارک تک حوالوں کے ساتھ سیرۃ النبی پر
سوالاً جواباً لکھی جانیوالی مکمل، مفصل اور ضخیم کتاب

مؤلف
ڈاکٹر ذوالفقار کاظم

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

فضائل

اہلِ بیت صحابہ کرامؓ و تابعینؒ

صحابہ کرامؓ اہل بیت اطہارؓ تابعین عظامؒ اور اُمّتِ محمدیہ کے فضائل و مناقب
پر مشتمل مشہور کتاب درّ السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ کا سلیس اُردو ترجمہ

امام محمد بن علی الشوکانیؒ

ترجمہ و تحقیق

مولانا خالد محمود (فاضل جامعہ اشرفیہ)

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

بیت العلوم کی مطبوعات ایک نظر میں